امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

# نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 63/73

مورخہ ۱۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۵ھ مطابق ۴/ دسمبر ۲۰۲۳ء روز سوموار

شمارہ نمبر: 46

## اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، حکایات اہل دل
- سیرت نبوی اور اتحاد امت
- اسلام میں گود لینے کا مسئلہ
- قیامت کے قریب برپا ہونے والے فتنے
- جن کی دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں
- کلمہ طیبہ نے دل کو دھو دیا
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

بین السطور

# حاسدوں کے شر سے اللہ کی پناہ

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

حسد کسی دوسرے کی نعمت وراحت، صلاحیت وصالحیت جاہ ومنصب، مقبولیت اور شہرت کو دیکھ کر جلنا اور پھر اس کے زوال کا خواہش مند ہونا، بلکہ اس کے زوال کی ہر ممکن تدابیر اختیار کرنا حسد کہلاتا ہے، شریعت کی نظر میں یہ حرام اور گناہ کبیرہ ہے، اس کے بڑے مضر اثرات سامنے آتے ہیں، حسد کے گناہ کا صدور پہلی بار آسمان پر ہوا تھا، جب ابلیس نے حضرت آدم کو خلیفۃ اللہ قرار دینے سے حسد کیا اور اس گناہ کی وجہ سے وہ راندہ درگاہ ہوا تھا، دنیا میں سب سے پہلا واقعہ حضرت آدم علیہ السلام کے صاحب زادگان کے درمیان حسد کا ہوا، جس کے نتیجہ میں قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا، پھر یہ سلسلہ دراز ہوتا ہوا حضرت یوسف علیہ السلام تک پہونچا ان کے بھائیوں نے ان سے حسد کیا اور اس کے نتیجہ میں ان کو کنوئیں میں ڈال دیا تاکہ کم از کم وہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور بھائیوں کی نظر سے اوجھل ہو جائیں، کوئی مسافر انہیں نکال کر کسی دوسری جگہ لے جائے، مکہ کے مشرکین کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے مرحلے میں رسول نہیں ماننے اور ایذا پہونچانے میں اسی حسد کا دخل تھا، تبھی تو وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کو رسول بنانے کے لیے (نعوذ باللہ) کوئی اور نہیں ملا تھا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کے خاندان سے آپ کا ہونا بھی حسد کا سبب تھا، کیوں کہ بنی اسرائیل میں جتنے نبی آئے وہ سب حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل سے تھے، یہودیوں میں آج تک جو نفرت مسلمانوں سے پائی جاتی ہے ان کے بہت سارے اسباب میں سے ایک حسد بھی ہے۔

حسد کرنے والوں کو پہلا نقصان تو خود ہی پہونچتا ہے کہ وہ دوسرے کی ترقیات کو دیکھ کر جلتا، کڑھتا رہتا ہے، وہ خود کچھ نہیں کرتا، لیکن سامنے والے کے سلسلے میں زوال نعمت کا طلب گار ہوتا ہے، حسد کا نقصان جس سے حسد کیا جائے اس کو اس وقت پہونچتا ہے جب حاسد زوال نعمت کے لیے تدبیریں کرنے لگے، اسی لیے اللہ رب العزت نے سورہ فلق میں حاسدوں سے اس وقت پناہ چاہنے کو کہا، جب وہ حسد کرنے لگے۔

حسد کرنے والا ہمیشہ اذیت میں مبتلا ہوتا ہے، میرے گاؤں میں میرے ہی ایک ہم عصر تھے جو مجھ سے بہت حسد کرتے تھے، میں جب کہیں تقریر کرتا تو وہ بے تحاشہ رونے لگتے، میں نے ایک بار ان سیپوچھا کہ آپ پر رقت اور گریہ کیوں طاری ہوتی ہے تو کہنے لگے کہ میں سوچتا ہوں تم مجھ سے ایک سال چھوٹے ہو اور اس قدر آگے بڑھ گیے اور میں کچھ نہیں کر پایا، میں نے کہا کہ میرے ساتھ چلتے تو کوئی مقام حاصل کر سکتے تھے، لیکن مجھے دیکھ کر کڑھنے سے تو کچھ نہیں ہوگا، ان کا جسم اس جلن کی وجہ سیانتہائی لاغر ہو گیا تھا، بعد میں دماغی توازن بھی جاتا رہا، اور بالآخر جلتے کڑھتے ہی وہ موت کی نیند سو گیے۔

حسد میں زوال نعمت کی حاسد کس قدر تدبیریں کرتا ہے اس کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے پڑوسی کے لیے زوال نعمت کی دعا کرانے کسی بزرگ کے پاس پہونچ گیا، بزرگ نے فرمایا کہ میں کسی کے لیےزوال نعمت کی دعا تو نہیں کر سکتا، البتہ میں تمہاری ترقی کی دعا کر سکتا ہوں، حاسد نے کہا یہی صحیح، بزرگ نے کہا کہ دعا قبول ہونے پر تم جس سے حسد کرتے ہو اس کو تم سے دوگنا مل جائے گا، یہ بات حاسد کو انتہائی بری لگی، بزرگ نے کہا بولو کیا کروں دعا کروں، کہنے لگا کہ دعا کر دیجئے کہ میری ایک آنکھ پھوٹ جائے تاکہ اس کی دونوں آنکھیں چلی جائیں اور وہ پورا اندھا ہو کر کسی کام کا نہ رہے، میرے پاس ایک آنکھ بچے گی، میں اسی سے کام چلا لوں گا۔

شریعت نے اسی لیے حسد کرنے سے منع کیا اور حاسدین سے اللہ کی پناہ چاہنے کی تلقین کی اور ارشاد فرمایا: أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ (النساء54) لوگ دوسرے آدمیوں سیان چیزوں پر جلتے ہیں جو اللہ رب العزت نے بطور فضل انہیں عطا کیا ہے، ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے، دیلمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل کیا ہے کہ جس طرح ایلوا شہد کو خراب اور برباد کر دیتا ہے ویسے ہی حسد ایمان کو فساد میں مبتلا کر دیتا ہے، طبرانی میں ہے کہ جب تک آپس میں لوگ حسد نہیں کریں گے خیر پر رہیں گے اور فرمایا: حسد کرنے والا مجھ سے نہیں ہے۔ حاکم اور دیلمی نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ ابلیس اپنی ذریات کو انسان میں ظلم وحسد کی تلاش کا حکم دیتا ہے، اس لیے کہ یہ دونوں چیزیں انسان کو شرک تک پہونچا دیتی ہیں۔

اپنے بھائیوں کو پریشانی میں مبتلا دیکھ کر جو لوگ خوش ہوتے ہیں، وہ بھی حاسدین میں ہے، یہ بھی ہو سکتا ہیکہ اللہ تعالیٰ اس کے بھائی کو پریشانی اور مصیبت سے نجات دے کر اس کو اس مصیبت میں مبتلا کر دے۔ ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے، حاسدین کو قیامت میں سخت ندامت اور شرمندگی کا سامنا کرنا ہوگا، کیوں کہ دوسروں کی دنیا پر حسد کر کے اس نے اپنی آخرت تباہ کر لی، کیوں کہ آخرت میں حاسد کی نیکیاں محسود کو دیدی جائیں گی، مکافات نہیں ہوگا تو محسود کا گناہ بھی حاسد کے سر ڈال دیا جائے گا۔ یعنی نیکی برباد، گناہ لازم، بخاری ومسلم کی مشہور روایت ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دوسرے سے دشمنی، باہم حسد اور قطع تعلق نہ کرو، اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ، آپس میں رابطہ بنا رہے، اس کے لیے حکم ہوا کہ کسی مسلمان کے لیے تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے بات چیت بند رکھنا جائز نہیں ہے۔

دراصل حسد کرنے والا اللہ کے فیصلے پر راضی نہیں ہوتا کیوں کہ اگر راضی ہوتا تو اپنے بھائی کو اللہ کی جانب سے دی جانے والی چیز پر راضی رہتا اور اس کے خلاف اس کے دل میں حسد پیدا نہیں ہوتا، آپ نے بار بار یہ بات سنی ہوگی کہ مولوی بہت اچھا کھاتا ہے، یہ کہنا بھی کم تنخواہ کے باوجود مولوی کی اچھی رہائش، بود وباش سے حسد کی وجہ سے کیا جاتا ہے، ایسا کہنے والا اس بات کو بھول جاتا ہے کہ رزق کی تقسیم اللہ نے کی ہے، کسی کے حصے میں کچھ رکھا اور کسی کے حصہ میں کچھ، گویا ایسے جملے کہنے والا اللہ کی اس تقسیم سے ناخوش ہے، جو اللہ نے اپنے بندوں کے درمیان کی ہے، اسی لیے حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ حسد نہ کیا کرو، اس لیے کہ تمہارے بھائی کو جو نعمتیں حاصل ہوئی ہیں وہ اگر اللہ رب العزت نے بطور انعام دیا ہے تو تمہیں اس شخص سے حسد کرنے کا جواز اس لیے نہیں ہے کہ وہ اللہ کی جانب سے انعام یافتہ ہے اور اگر اللہ نے اسے ابتلا وآزمائش کے طور پر یہ نعمتیں دی ہیں تو بھی حسد نہ کرو، اس لیے کہ اگر وہ اس ابتلا وآزمائش سے اللہ کی مرضی کے مطابق نہیں نکلا تو جہنم اس کی منتظر ہے۔

حسد ہی کی طرح ایک چیز رشک، غبطہ اور منافست ہوا کرتی ہے، اس میں انسان دوسرے کی نعمت کا زوال نہیں چاہتا بلکہ اپنے اندر وہ چیزیں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، یہ ناجائز اور حرام نہیں ہے، خیر کے کاموں میں مسابقت شرعی طور پر مطلوب ہے، اللہ رب العزت نے سورۃ مطففین کی آیت فلیتنافس المتنافسون میں یہی بات کہی ہے، فقہاء نے رشک اور منافست کے درجات فرض، واجب، مستحب اور جائز کے طور پر بیان کیے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسےلوگوں کے بارے میں جس نے قرآن کریم کے علم کے ساتھ حلال وحرام کو جانا اور اس پر عمل کیا اور دوسرے وہ جس کو اللہ نے مال دیا اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ کیا، رشک کرنے کو درست قرار دیا ہے۔

اس لیے حسد سے آخری حد تک گریز کرنا چاہیے اور اس سے بچنے کی شکل حضرت ابو درداء نے یہ بتائی ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کیا جائے اور محسود کے بارے میں مدح وستائش کے الفاظ نقل کیے جائیں، دل سے کینہ کدورت، بغض وعداوت نکال دیا جائے ورنہ یہ جہنم تک پہونچانے کا ذریعہ بن جائے گا، اور دنیاوی زندگی بھی جہنم بن جائے گی۔

حسد جب کسی کے اندر پیدا ہوتا ہے تو وہ تنہا نہیں ہوتا اپنی ذریت کو بھی ساتھ لاتا ہے کہنا چاہیے کہ منکرات کی پوری فوج اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ جن میں سے ہر ایک تنہا جہنم رسید کرنے کے لیے کافی ہے۔ مثلا حاسد کے دل میں محسود کی جانب سے کینہ بھرا ہوتا ہے۔ اور سب جانتے ہیں کہ کینہ کدورت کے ساتھ آدمی جنت میں نہیں جا سکتا ہے۔ اسی لیے اللہ رب العزت نے ایمان والوں سے کینہ رکھنے سے منع کیا اور ایک صحابی کے بارے میں کینہ نہ رکھنے کی وجہ سے جنتی ہونے کا بار بار اعلان فرمایا۔ حاسدین کے دلوں میں چھپے کینے بغض وعداوت کا ذریعہ بھی بنتے ہیں۔ یہ عداوت بڑھ کر محسود کو نقصان پہوں چانے کے کام آتے ہیں۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کیبھائیوں نے کنویں میں ڈال کر نقصان پہونچانے کا ارادہ کیا۔ بات جب آگے بڑھتی ہے تو حاسد محسود کو قتل کرنے کی سوچتا ہے کبھی یہ کام وہ خود کر گذرتا ہے جیسا قابیل نے ہابیل کے ساتھ کیا۔ اگر وہ خود اس پر قادر نہیں ہوتا تو دوسروں سے پیسے دے کر کراتا ہے جسے آج کی اصطلاح میں سپاری دینا کہتے ہیں۔ غرض حسد میں نقصان ہی نقصان ہے۔ کاش مسلمان اس بات کو سمجھ پاتے، اللہ ہم سب کی حسد سے حفاظت فرمائے اس کے لیے ہمیں ہر دم اللہ کی پناہ چاہنی چاہیے۔ جس کا طریقہ اللہ رب العزت نے خود ہی قرآن مجید میں سکھایا ہے۔

## اچھی باتیں

"زندگی لوگوں کو خوش کرنے میں گذر گئی، جو خوش ہوئے وہ اپنے نہیں تھے، اور جو اپنے تھے وہ کبھی خوش ہی نہیں ہوئے ☆ زندگی کی تمام کمائیاں، ترقیات، جاہ ومنصب اور حصولیابیاں کو جب موت سے ضرب دیجئے تو باقی صفر رہ جاتا ہے ☆ تم دوسروں کے راستے کی رکاوٹیں دور کرتے جاؤ تمہاری اپنی منزل کا راستہ آسان ہوتا چلا جائے گا ☆ زندگی میں خود کو کبھی کسی کا عادی مت بنانا، کیوں کہ انسان بہت خود غرض ہے، جب آپ کو پسند کرتا ہے تو آپ کی رائی بھول جاتا ہے اور جب آپ سے نفرت کرتا ہے تو آپ کی اچھائی بھول جاتا ہے ☆ اچھے لوگوں کو جب درد پہونچتا ہے تو وہ خاموش ہو جاتے ہیں۔" (حاصل مطالعہ)

## بلا تبصرہ

"اس انتخابی موسم میں رائے دہندگان (ووٹروں) کو پھسلانے کے لیے مفت پیش کشی کے معاملہ میں ایک ہوڑ سی لگی ہے، سیاسی پارٹیاں اس دور میں ایک دوسرے کو مات دینے میں لگی ہوئی ہیں، انتخاب میں ریوڑیوں کی اس بارش کے سیاسی اور اقتصادی دونوں معنی ہیں، اس کے ساتھ یہ ان سیاسی جماعتوں کے دوہرے رویہ کو بھی ظاہر کرتا ہے جو مفت پیش کش کے معاملے میں دوسری جماعتوں کو تو آئینہ دکھاتے ہیں، لیکن چناؤ جیتنے کے لیے خود ان کو سہارا لینے سے کوئی احتراز نہیں ہوتا، یہ دہرا رویہ بھاجپا کے ڈی این اے میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔"

(دینک جاگرن ۲۷/ نومبر ۲۰۲۳ء)

# اللہ کی باتیں ــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

## سستی کے برے اثرات

”یہ نماز کے لئے آتے ہیں تو کسمساتے ہوئے آتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں تو با دل ناخواستہ خرچ کرتے ہیں“ (توبہ:۵۴)

**وضاحت**: عہد رسالت میں کچھ ایسے آزاد خیال لوگ تھے جو ظاہری طور پر اپنے کو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اور اس کے لئے صحابہ کی مجلسوں میں بھی شریک ہوتے تھے، لیکن ان کا باطن نہایت ہی پراگندہ ہوتا تھا، وہ خفیہ طریقے سے اسلام اور مسلمانوں کو گزند پہونچانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے، یہ منافقوں کی وہ جماعت تھی کہ جب اذان کے بعد صحابہ کرام ان سے نماز ادا کرنے کے لئے مسجد جانے کی تلقین فرماتے تو ان پر سستی چھا جاتی یا بوجھل قدموں سے کسی طرح مسجد چلے جاتے، ان کے چلنے کے انداز سے معلوم ہوجاتا تھا کہ وہ خود سے نہیں آرہے ہیں، بلکہ انہیں لایا جارہا ہے اور آنے کے بعد بھی نماز کی ادائیگی میں کوئی رغبت نہیں ہوتی اس لئے ایسا بھی ہوتا کہ دائیں بائیں دیکھ کر کھسک جاتے، سورۂ نساء میں ہے کہ بے شک منافق اللہ سے چالبازی کرتے ہیں اور اللہ انہیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور یاد الٰہی تو یونہی سی برائے نام کرتے ہیں، اسی طرح جب اسے صدقہ وخیرات کرنے کے لئے کہا جاتا تو جبر واکراہ سے کچھ دیدیا کرتے تھے، جس کا صرف مقصد یہ ہوتا تھا کہ مسلمان بھی انہیں ہم جماعت تصور کریں، مگر ان کے دل کا حال اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ صرف دکھاوے کے لئے ایسا کرتے ہیں، اس لئے رب العزت نے فرمایا کہ یہ نماز کے لئے آتے ہیں تو کسمساتے ہوئے آتے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ ان پر زور زبردستی اور دباؤ بنا ہوا ہے، اللہ کو ایسی عبادت بالکل پسند نہیں، یہیں سے معلوم ہوا کہ جو نماز، صدقہ وخیرات بے دلی واکراہ سے کی جائے گی اس سے اس کی نورانیت وروحانیت ختم ہوجاتی ہے، کیونکہ اللہ کے یہاں وہی عبادتیں شرف قبولیت سے سرفراز ہوتی ہیں، جن میں ایمان ویقین کی چاشنی ہو، اخلاص وللّٰہیت کا نور ہو اور اس میں عبودیت وبندگی کے ساتھ رضاء الٰہی بھی مقصود ہو۔

اب آیئے ہم اپنی معاشرتی زندگی کا جائزہ لیں، آج ہمارے اندر سستی وتساہلی اس درجہ پہونچ ہوچکی ہے کہ ہمارے پاکیزہ خیالات تک منتشر ہوگئے ہیں، یاد رکھئے کہ سستی ایسی دھیمی چال سے چلتی ہے کہ غربت جلد ہی اسے پکڑ لیتی ہے، ایک مشہور مغربی مورخ نے لکھا کہ انسان کی اکثر برائیاں اور تکلیفیں اس کی سستی کے باعث پیش آتی ہیں، کسی چیز کا متمنی ہونا اور اس کے لئے محنت اور سختی اٹھانے کے لئے تیار نہ ہونا کمزوری اور سستی کی نشانی ہے، ہمیں اس بات کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ کاہلی وسستی سے دینی ودنیاوی دونوں طرح کے نقصانات ہوتے ہیں، لیکن جو لوگ وقت کا صحیح استعمال کرتے ہیں، وہ کامیابی کی منزلوں کو طے کرلیتے ہیں، پھر ترقی اور عظمت ان کا مقدر بن جاتی ہے، دنیا میں جن لوگوں نے بھی ترقی کی، ان لوگوں نے وقت کا صحیح استعمال کیا، موتیوں کا شوقین سمندر میں غوطے لگایا کرتا ہے، محنت کے بغیر ترقی کی آرزو کرنے والا ناممکن کی تلاش میں اپنی عمر برباد کردیتا ہے، مومن کو غفلت کی چادر اتار پھینکنا چاہئے اور پنج وقتہ باجماعت نمازوں کا اہتمام، ذکر وتسبیح اور تلاوت کلام پاک سے اپنے ایمان ویقین کو تازہ وتابندہ کرتے رہنا چاہئے، اسی میں اس کیلئے دنیا وآخرت کی بھلائی کا راز پوشیدہ ہے۔

## مسلمانوں کو اذیتیں نہ پہونچایئے

”حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے بچائیں گے“ (ترمذی شریف)

**مطلب**: جب بھی کسی شخص کے اعضاء وجوارح میں تکلیف پہونچتی ہے تو اس کی وجہ سے وہ بے چین سا ہوجاتا ہے اور اس کا پورا جسم اس کی تکلیف کے ٹیس کو محسوس کرتا ہے، ٹھیک اسی طرح مسلمان باہم ایک دوسرے پر رحم کرنے، محبت کرنے اور شفقت کرنے میں جسم انسانی کی طرح ہے کہ اس کے ایک عضو میں بھی تکلیف ہو تو بدن کے سارے اعضاء بے خودی میں مبتلا ہوجاتے ہیں، مسلمانوں کی اس باہمی اخوت ومحبت اور مہربانی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمثیلی انداز میں سمجھایا کہ مسلمان باہم ایک دوسرے سے مل کر اس طرح مضبوط ہوتے ہیں، جیسے دیوار کہ اس کے ایک حصہ سے اس کا دوسرا حصہ مضبوط ہوتا ہے، اگر دیوار کی ایک اینٹ اپنی جگہ سے کھسک جائے تو پوری دیوار دھرام سے زمین بوس ہوجائے گی، غرضیکہ ملت اسلامیہ کا ہر فرد دوسرے کے ساتھ ایسی محبت کرے جیسی کہ وہ خود اپنے ساتھ کرتا ہے، اس کا نفع اپنا نفع اور اس کا نقصان اپنا نقصان سمجھے، ابوداؤد شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا آئینہ ہے اور مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اس کے نقصان کو دور کرتا ہے اور اس کے پیچھے میں اس کی حفاظت کرتا ہے، ذرا غور کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملت اسلامیہ کی عمارت کیسی مستحکم بنیادوں پر قائم کی، اگر آج بھی ان ہدایتوں پر عمل کیا جائے تو اس عمارت کی دیواریں ایسی شکستہ نہ رہیں، جیسی آج ہیں، ہر جماعت انہیں اصولوں پر دنیا میں بنی ہے اور آئندہ بھی بنے گی، مگر اب ذرا اپنے گردوپیش کا جائزہ لیجئے کہ کیا مسلمان آپس میں دست گریباں نہیں ہیں، ہر کوئی ایک دوسرے کو کمزور کرنے میں لگا ہوا ہے، اپنا سکھ دوسرے مسلمان کے دکھ میں تلاش کرتا ہے یا اس کے سکھ سے پریشان رہتا ہے اور اسی میں سرگرداں رہتا ہے، ماضی میں جب دو مسلمان کسی بات پر الجھ جاتے تو تیسرا تصفیہ کے لئے سینہ سپر ہوجایا کرتا تھا اور آج اگر دو جھگڑتے ہیں تو تیسرا دونوں کو اکساتا ہے اور بسا اوقات اس کا ویڈیو بنا کر وائرل کرتا ہے، ذرا غور کیجئے کہ ہم کس سطح پر آگئے ہیں، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ تعلیم دی کہ اگر کوئی شخص مسلمانوں کی عزت وآبرو پر حملہ آور ہوجائے تو تم اس کی پوری قوت کے ساتھ دفاع کرو تاکہ قیامت کے دن رب کریم کے اعزاز واکرام کے حقدار بن سکو، مگر ہم ہیں کہ خود ہی مسلمانوں کو اذیتیں پہونچانے کے درپے ہیں، خدارا ان غیر اخلاقی حرکتوں سے بچئے اور اپنے مسلمان بھائی کے دکھ درد کو دور کرنے کی کوشش کیجئے۔

# دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

## قرآن کریم میں بیس ختم کرنے کی نذر ماننا

**س**: ایک آدمی نے نذر مانی کہ اے اللہ! میرا فلاں کام ہوگیا تو میں بیس ختم قرآن پڑھوں گا، اس کا وہ کام ہوگیا، اب سوال یہ ہے کہ اس پر اس نذر کو پورا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ مدرسہ کے طلبہ سے پڑھوا کر اس نذر کو پورا کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

**ج**: ایسی عبادت کی نذر ماننا کہ اس طرح کی عبادت کبھی فرض یا واجب ہوتی ہو صحیح ہے اور چوں کہ قرآن کریم کی تلاوت نماز میں فرض ہے، اس لئے قرآن کریم کی تلاوت کی نذر ماننا بھی صحیح ہے: ”واعلم بانهم صرحوا بان شرط لزوم النذر ثلثة كون المنذور ليس بمعصية، وكونه من جنسه واجب وكون الواجب مقصودا لنفسه“ (البحر الرائق:۲/۵۱۴) لہذا صورت مسئولہ مین جبکہ شخص مذکور نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں بیس ختم قرآن پڑھوں گا اور اس کا وہ کام ہوگیا تو اس پر نذر کو پورا کرنا اور بیس ختم قرآن کریم پڑھنا واجب ہے اور چوں کہ یہ نذر مطلق ہے اس لئے زندگی کے پورے عرصہ میں کبھی بھی اس کو مکمل کیا جاسکتا ہے، کسی اور سے پڑھوانے سے یہ نذر پوری نہیں ہوگی: ”فالعبادة المالية كالزكوة تصح فيها النيابة حالة العجز والقدرة، والبدنية كالصلوٰة والصوم لاتصح فيها النيابة مطلقا، والمركبة منها كالحج ان كان نفلا تصح فيها النيابة مطلقا“ (رد المحتار: ۲/۵۳۵، باب قضاء الفوائت)

## لڑکا کو حافظ بنانے کی نذر

**س**: ایک خاتون نے یہ نذر مانی کہ اے اللہ! اگر تو نے لڑکا دیا تو اسے حافظ قرآن بناؤں گا، اللہ تعالیٰ نے اسے لڑکا ہی دیا، لڑکا جب پڑھنے کے قابل ہوا تو اس نے مدرسہ میں داخل کروادیا، قرآن ناظرہ مکمل کیا، کچھ حفظ کرنا بھی شروع کیا، لیکن اس کی صحت ساتھ نہیں دی، اس کے والد نے حفظ سے عصری تعلیم میں لگوادیا، اب وہ عصری تعلیم مکمل کرچکا ہے، مفتی صاحب اس کے حفظ نہ کرنے کی وجہ سے وہ گنہگار تو نہیں ہوگی؟

**ج**: نذر کے صحیح اور منعقد ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ایسی چیز کی نذر مانی جائے جو عبادت مقصودہ کے قبیل سے ہو اور اس طرح کی عبادت کبھی فرض یا واجب ہوتی ہو جیسے نماز، روزہ، حج، زکوۃ، قربانی وغیرہ اور لڑکے کو حافظ بنانا فرض یا واجب نہیں ہے، اس لئے مذکورہ نذر صحیح اور منعقد نہیں ہوئی جب نذر ہی صحیح نہیں ہوئی تو اس کا پورا کرنا بھی اس پر ضروری نہیں ہوا، لہذا لڑکے کا حفظ نہ کرنے کی وجہ سے مذکورہ خاتون گنہگار نہیں ہوگی: ”(ولم يلزم) الناذر (ماليس من جنسه فرض كعيادة مريض وتشييع جنازة ودخول مسجد) ولو مسجد الرسول صلى الله عليه وسلم أو لاقصىٰ لانه ليس من جنسها فرض مقصود وهٰذا هو الضابط“ (الدر المختار على صدر رد المحتار:۵/۵۱۸، كتاب الايمان)

## دوسرے کے گھر کھانا پانی استعمال نہ کرنے کی قسم کھانا

**س**: دو بھائیوں میں کسی بات پر بحث ہوئی، ایک نے غصہ میں کہا، آج کے بعد سے میں تمہارے گھر کا نہ تو کچھ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا، اب دونوں بھائیوں میں مصالحت ہوگئی ہے، بھائی کے یہاں شادی ہے، جس میں لامحالہ کھانا پینا ہوگا، کیا شکل ہوگی، کیا کھانے پینے پر کفارہ دینا ہوگا؟

**ج**: صورت مسئولہ میں شخص مذکور اپنے بھائی کے یہاں کھانا پینا کرسکتا ہے، شرعاً جائز ودرست ہے، اس لئے کہ اس کا مذکورہ جملہ بھائی کے یہاں کچھ نہ کھانے اور نہ پینے کے ارادہ کا اظہار ہے، قسم نہیں ہے، کیوں کہ قسم کے منعقد ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات کے ساتھ قسم کھائی جائے اور یہاں ایسا نہیں ہے، لہذا جب قسم نہیں ہوئی تو کوئی کفارہ بھی لازم نہیں ہوگا: ”(والقسم بالله تعالىٰ)... (وباسم من اسمائه)... (كالرحمٰن والرحيم)... (والحق)... (او بصفة)... (من صفاته تعالى)... (كعزة الله وجلاله وكبريائه)... (وعظمته وقدرته) (تنوير الابصار على صدر رد المحتار:۵/۴۸۱-۴۸۴)

## اگر فلاں کام نہیں کیا تو اپنے باپ کا نہیں

**س**: کسی بات پر یقین دہانی کے لئے کچھ لوگ بول دیتے ہیں، اگر میں نے ایسا نہیں کیا تو اپنے باپ کے نطفہ کا نہیں، کیا اس سے قسم ہوجائے گی اور اس نے نہیں کیا تو کفارہ دینا ہوگا؟

**ج**: قسم کے منعقد ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ کی ذات یا صفات کے ساتھ قسم کھائی جائے اور صورت مسئولہ میں ایسا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا گیا ہے، لہذا مذکورہ جملہ سے قسم نہیں ہوئی اور جب قسم نہیں ہوئی تو اس کی خلاف ورزی پر کفارہ بھی نہیں ہوگا، البتہ کام صحیح تھا اور نہیں کیا تو وعدہ خلافی کا گناہ ہوگا، مسلمانوں کو اس طرح کا جملہ استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے: ”واليمين بالله تعالىٰ أو باسم آخر من اسماء الله تعالىٰ كالرحمٰن والرحيم او الصفة من صفاته التى يحلف بها عرفا كعزة الله وجلاله وكبريائه لان الحلف بها متعارف“ (الهداية: ۲/۳۱۹)

## اگر میں فلاں کام کروں گا تو کافر ہوجاؤں گا

**س**: ایک مسجد کے امام سے کسی شخص کو رنجش ہوئی وہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا، کسی نمازی نے اس سے پوچھا نماز پڑھنے نہیں آتے؟ تو اس نے کہا میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھوں تو کافر ہوجاؤں گا، نمازیوں نے دونوں سے مل کر مصالحت کرادی، اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا وہ شخص اس امام کے پیچھے نماز پڑھے گا تو کافر ہوجائے گا؟

**ج**: صورت مسئولہ میں مذکورہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے شخص مذکور کافر نہیں ہوگا، البتہ قسم میں حانث ہوجائے گا اور اس پر قسم کا کفارہ لازم ہوگا: ”والقسم ايضا لقوله (ان فعل كذا فهو) يهودى... (او كافر) فيكفر بحنثه لوفى المستقبل“ (الدر المختار على صدر رد المحتار:۵/۴۹۱-۴۹۲)

قسم کا کفارہ دس مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلانا یا ان کو ایک ایک جوڑا کپڑا دینا اور اگر اس کی طاقت وصلاحیت نہ ہو تو تین دن مسلسل روزہ رکھنا ہے: ”فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ“ (المائدة: ۸۹)

واضح رہے کہ جذبات میں آکر اس طرح کی قسم کھانا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے، توبہ واستغفار کریں اور آئندہ اس سے پرہیز کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
# نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 46 مورخہ ۱۹/جمادی الاولیٰ ۱۴۴۵ھ مطابق ۴/دسمبر ۲۰۲۳ء روز سوموار

## انتظار کے سترہ دن

اتر کاشی سلکیارا ٹنل میں پھنسے لوگ اب باہر آگیے ہیں، اور پورے ہندوستان نے راحت کی سانس لی ہے، ہر دن یہ خبر آتی تھی کہ بس رات تک وہ باہر نکل آئیں گے اور پھر رات ہوجاتی تھی اور کامیابی کا سورج نکلے بغیر ہی غروب ہوجاتا تھا، ساری تکنیک استعمال کرلی گئی، امریکن ہوجر بھی ناکام ہوگئی وہ سرنگ کے اندر کھدائی کرتے ہوئے ہی ٹوٹ گئی اور اس کی دھمک اس قدر تھی کہ مزید چٹان کے گرنے کا خطرہ پیدا ہوگیا تھا، ساری مشینیں اور اوزار ناکام ہوگیے تو ذمہ داروں کو کھدائی کی پرانی تکنیک جسے ریٹ ہول مائننگ (MINING HOLL RAT) کہا جاتا ہے کا خیال آیا یہ طریقہ کوئلے کی کان میں استعمال کیا جاتا ہے، چھینی اور ہتھوڑے کی مدد سے ایک آدمی کاٹتا ہے، دوسرا ملبہ اٹھاتا ہے، یہی طریقہ عمل میں لایا گیا تب جاکر کرب والم کے سترہ دن کا اختتام ہوا اور ملک نے راحت کی سانس لی اور اکتالیس مزدور بعافیت سرنگ سے نکال لیے گیے۔ غنیمت یہ ہے کہ سترہ دن گذرنے اور پھنسے رہنے کے بعد بھی وہ مایوسی کے شکار نہیں ہوئے، اور انہوں نےحوصلہ نہیں ہارا، ان میں سے بعضوں کی صحت بگڑنے کی پہلے خبر آئی تھی، لیکن اسے دبا دیا گیا تاکہ مزدور اور ان کے خاندان والے مایوسی کے شکار نہیں ہوجائیں، جن حالات میں ان کی زندگی گذر رہی تھی، اس میں آدمی ڈپریشن میں چلا جاتا ہے، مایوسی کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ کبھی جان کے لالے پڑجاتے ہیں، ان حالات کے باوجود کام جنگی پیمانے پر کیا جاتا رہا، کھدائی کے لیے جنہوں نے جان ہتھیلی پر لے کر کام کیا ان میں چار مسلمان تھے۔ منا قریشی کی جانبازی کا تذکرہ تو مڈیا والوں نے خوب کیا اس مہم کے مقامی اور مرکزی ذمہ دار بھی مسلمان تھے، پی ایم او آفس نگرانی کرتی رہی، فوج کے سو جوان، آئی ٹی بی پی کے ایک سو پچاس، این ڈی آر ایف کے پچاس، ایس ڈی آئی ایف کے سو جوان، بیس سے زائد ہندوستانی اور دس غیر ملکی ماہرین اس کام میں لگے ہوئے تھے۔

اس حادثہ نے ملک کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کردیا ہے، ابھی پورے ملک میں انتیس (29) جگہوں پر سرنگوں کی کھدائی کا کام ہو رہا ہے، نقل وحمل کی وزارت (سڑک اور پریوہن) نے ان تمام ٹنل کے تحفظ کے جائزہ کا فیصلہ لیا ہے، اس نے کوکن ریلوے سے معاہدہ کیا ہے کہ سات دنوں میں اس کے حلقے میں بنائے جارہے ٹنل کی حفاظتی رپورٹ سامنے آجائے، اس کام کی ذمہ داری نیشنل ہائی وے اتھارٹی آف انڈیا (NHAI) اور دہلی میٹرو کے ماہرین کو دی گئی ہے، یہ سات دنوں میں سبھی ٹنل کا جائزہ لے کر نقل وحمل کی وزارت کو رپورٹ کریں گے۔

ان دنوں جن مقامات پر ٹنل بنانے کا کام چل رہا ہے، وہ ہماچل پردیش میں 12، جموں کشمیر میں 6، اڈیشہ اور راجستھان میں دو، دو، مدھیہ پردیش، کرناٹک، چھتیس گڈھ، اتراکھنڈ اور دہلی میں ایک ایک ہیں، ان سرنگوں کی مجموعی لمبائی کم وبیش اناسی (79) کلومیٹر ہے۔

آئندہ ٹنل کی تعمیر میں کسی قسم کا کوئی حادثہ نہ ہو اس کے لیے ٹیکنیکل اور جغرافیائی صورت حال کا جائزہ لینا ضروری ہوگا، کیوں کہ اس قسم کے حادثات ٹکنیکل اور جغرافیائی مطالعہ کی کمی کے نتیجے میں ہی واقع ہوتے ہیں، کام کے شروع کرنے کے پہلے یہ جاننا ضروری ہیکہ یہاں زمین دھنسنے اور پہاڑ کے تودے کے گرنے کے کس قدر امکانات ہیں اس کے بعد ہی کام آگے بڑھانا چاہیے، سرنگوں کی تعمیر سے پہلے ایک پائلٹ سرنگ بھی تیار کرنا چاہیے اور معاون انتظامات مکمل ہونے چاہیے، تبھی اس قسم کے حادثات سے بچا جاسکے گا۔ حادثات تاریخ اور وقت بتا کر نہیں آتے اس لیے پہلے سے کیے گیے حفاظتی تدابیر کے ذریعہ ہی اس قسم کے حادثات سے بچا جاسکتا ہے۔

## نام بدلنے سے تاریخیں نہیں بدلتیں

بھارت کے وزیر اعظم جملہ پھینکنے میں مشہور ہیں، لیکن ان جملوں کے درمیان میں کبھی کبھی حق بات بھی سامنے آجاتی ہے، ہوسکتا ہے وہ قصدا ایسا نہ کرتے ہوں، لیکن بُلا جاتا ہے، ایسی ہی ایک بات انہوں نے تلنگانہ میں ایک انتخابی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہی، انہوں نے کہا کہ نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدل جاتی، تاریخیں نہیں بدلتیں، وہ تلنگانہ حکمراں پارٹی کے نام کی تبدیلی پر اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے، یہ بات انہوں نے صد فی صد صحیح کہی ہے، لیکن ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی کہ اگر ایسا ہے تو وہ اور ان کی پارٹی شہریوں کے ناموں کے بدلنے پر اس قدر زور کیوں دے رہی ہے، مغل سرائے کا نام بدلنے سے کیا اس شہر کی تعمیر وترقی میں جن لوگوں اور حکمرانوں کا نام ہے، وہ بدل جائیں گے، ابھی انتخابی اجلاس میں ان کے بعض ہم نواؤں اور پارٹی کے ذمہ داروں نے حیدرآباد کا نام بدل کر بھاگیہ نگر کرنے کا اعلان کیا ہے کہ ہماری پارٹی جیتے گی تو ہم حیدرآباد کا نام بدل دیں گے، کیا اس تبدیلی سے حیدرآباد کی حقیقت اور اس کے بانیوں کی خدمات فراموش ہوجائیں گی، حیدرآباد لوگوں کے دلوں پر نقش ہے اور بھاگیہ نگر وزیر اعظم کے فارمولے کے مطابق اس کی حقیقت کو نہیں بدل سکتا، انہیں کی پارٹی کے کئی لوگ علی گڈھ کے نام کو بدلنے کی تجویز بھی لارہے ہیں، دیوبند کے نام کو بدلنے کے لیے کچھ دوسرے نام اچھالے جارہے ہیں، علی گڈھ ہو یا حیدرآباد، دیوبند ہو یا اجمیر شریف، یہ ایک شہر نہیں، علمی، ملی خدمات کا استعارہ ہے، جس طرح کئی شہروں کے سرکاری نام بدلنے سے عوام کی زبان سے وہ نام مٹ نہیں سکا، ویسا ہی حال اس قسم کی تبدیلی کا ہونا ہے، اس لیے حکمراں طبقہ کو اس قسم کے دیوانہ پن سے باز رہنا چاہیے، کیوں کہ دوسری حکومت آئے گی تو پرانے نام کی طرف لوٹے گی، حکمرانوں کا تو کچھ نہیں جائے گا، البتہ ملک کے سرمایہ کا بڑا حصہ ان ناموں کی تبدیلی پر لگ جائے گا، کیوں کہ سارے کاغذات بدلنے ہوں گے اور ان کی تبدیلی مفت تو ہوگی نہیں۔

## بدلے گا بہار

بہار کے وزیر اعلیٰ نتیش کمار نے اعلان کیا ہے کہ اگر خصوصی ریاست کا درجہ مل گیا تو دو سال میں بہار کی غربت دور ہوجائے گی، ورنہ اپنے وسائل اور بل بوتے پر غربت ختم کرنے میں پانچ سال لگیں گے، گویا خصوصی ریاست کا درجہ ایک جادوئی چھڑی ہے، جس کے ملنے سے ریاست کی کایا پلٹ ہوجائے گی، اس کے قبل پانچویں مالیاتی کمیشن کی سفارش پر 1969 میں آسام، ناگالینڈ اور جموں کشمیر کو خصوصی ریاست کا درجہ دیا گیا تھا، بعد میں اس فہرست میں اروناچل، منی پور، میگھالیہ، میزورم، سکم، تریپورہ، ہماچل پردیش اور اتراکھنڈ کو شامل کیا گیا، لیکن سب جانتے ہیں کہ اس کے باوجود اقتصادی اعتبار سے پہاڑیوں، آدی باسی اور قبائلیوں کی زندگی میں کوئی بڑی تبدیلی نہیں آئی اور غربت اپنی جگہ برقرار ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ خصوصی ریاست کا درجہ کوئی علاو؟ الدین کا چراغ اور جادوئی چھڑی نہیں ہے کہ دو سال میں کایا پلٹ ہوجائے گی، سیاسی قائدین کے دوسرے جملوں اور وعدوں کی طرح یہ بھی ایک سبز باغ ہے، جو سننے میں بھلے معلوم ہوتے ہیں، لیکن اس کی تعبیر کو آنکھوں دیکھی اور مشاہدہ بنانا آسان نہیں ہے، ہاں یہ ضرور ہوگا کہ مرکزی حکومت کی طرف سے ملنے والی نوے فی صد گرانٹ عطیہ کی شکل میں دستیاب ہوگی اور دس فی صد گرانٹ بھی سودی نہیں ہوگا، جبکہ خصوصی ریاست کی فہرست میں جن کا نام نہیں ہے، انہیں مرکزی گرانٹ صرف تیس فی صد ملتا ہے، اور ستر فی صد بطور قرض ہوتا ہے، خصوصی ریاست قرار دینے پر ایکسائز، کسٹم، کارپوریٹ اور انکم ٹیکس میں بھی کچھ رعایتیں ملتی ہیں۔

مالیاتی اعتبار سے خصوصی ریاست کا درجہ ملنے سے بہار یقیناً اقتصادی اعتبار سے مضبوط ہوگا، جھارکھنڈ بننے کے بعد معاشی وسائل کے اعتبار سے بہار انتہائی کمزور ہوگیا ہے، انہیں وجوہات سے وزیر اعلیٰ حکومت بہار چاہتے ہیں کہ طویل عرصہ سے ملتوی معاملہ کو حل کرلیا جائے، 2024 کا انتخاب سامنے ہے، اس دباو؟ سے کام نکالا جاسکتا ہے، انہوں نے اس عنوان سے تحریک چلانے کا بھی اعلان کیا ہے،

بہار کو خصوصی ریاست کا درجہ ضرور ملنا چاہیے، اس کام میں تمام باشندے ان کے ساتھ ہیں، وہ تحریک چلائیں گے تو عوام ان کے ساتھ ہوگی، ان کی حلیف جماعت راجد سے بھی انہیں اچھی خاصی کمک ملے گی، لیکن اقتصادی ماہرین کی رائے یہ ہے کہ ریاست کی تقدیر بدلنے میں جو وسائل فراہم ہیں، اس کا صحیح استعمال زیادہ مؤثر ہوتا ہے، سڑکوں کی تعمیر اور رکھ رکھاؤ کے لیے مرکزی فنڈ ان کی حلیف جماعت راجد کے دور حکومت میں بھی ملتا تھا، لیکن سڑکوں کا حال یہ تھا کہ گڈھے میں سڑک ہے یا سڑک میں گڈھا تمیز کرنا مشکل ہوتا تھا اور کئی کئی گھنٹے راستے طے کرنے میں زائد لگتے تھے اور بدن کی چولیں ہل جاتی تھیں، آدمی اس قدر تھک تھکا جاتا تھا کہ کسی کام کا نہیں رہتا تھا، نتیش حکومت نے دستیاب وسائل کا استعمال کرکے سڑکوں کی حالت زار کو بدل کر رکھ دیا، آج کہیں بھی چلے جایئے، سڑکوں کی ناہمواری کا سامنا کم ہی کرنا پڑتا ہے، دستیاب وسائل ہی سے بجلی اور پانی کی دستیابی کو نتیش حکومت نے یقینی بنادیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ وسائل کا صحیح استعمال فرد، ملت اور قوموں کی ترقیات میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے، اور نتیش جی کو وسائل کے صحیح استعمال کا سلیقہ ہے، نتیش حکومت نے بہت سوچ سمجھ کر اس وقت خصوصی ریاست کے مطالبہ کو تحریک کی شکل دینے کا فیصلہ کیا ہے، اگر مرکزی حکومت نے مان لیا تو بہار کی اقتصادی مشکلات دور ہوں گی، اور اگر نہیں مانا تو 2024ء میں رائے دہندگان کی رائے بھاجپا سے منحرف ہوجائے گی اور پھر جب 2025ء میں ریاستی انتخاب ہوگا تو عظیم اتحاد کا سب سے بڑا ایجنڈہ بہار کی پس ماندگی، اقتصادی بدحالی اور بے روزگاری دور کرکے بہار کو ترقی یافتہ ریاست کی فہرست میں شامل کرنا ہوگا، اس کے لیے عظیم اتحاد کی حکوت کو مزید پانچ سال چاہیے، کیوں کہ اپنے وسائل اور بل بوتے پر غربت دور کرنے کی یہی مدت بہار کے وزیر اعلیٰ نے بیان کیا ہے۔

## اپنوں کے ہاتھوں عورتوں کا قتل

عورت کے اوپر ہونے والے نت نئے مظالم کے تذکرے عام یں، حمل کی حالت میں ان کا قتل، عام سی بات ہوگئی ہے، سسرال میں افراد خاندان کی طرف سے ان کی ذہنی اذیت رسانی اور خادموں کی طرح ان سے کام لینے کے قصے بھی ڈھکے چھپے نہیں ہیں، تلک جہیز کے نام پر جوان کا قتل ہوتا ہے، وہ اس پر مستزاد

ابھی حال میں یو این ڈرگس اینڈ کرائم (UNODC) اور یو این ویمنس ایجنسی کی تحقیق کے مطابق گذشتہ دو دہائیوں میں خاندان کے افراد کے ہاتھوں اڑتالیس ہزار آٹھ سو (48800) عورتوں کو جان سے ہاتھ دھونا پڑا، ان میں سب سے بڑی تعداد افریقہ کی ہے۔ جہاں بیس ہزار عورتوں کو ان کے اپنے لوگوں نے مار دیا، 2022 میں اس تعداد میں خاصہ اضافہ ہوا، تحقیق کے مطابق نواسی ہزار عورتیں اور لڑکیوں کا قتل ہوا، جس میں اڑتالیس ہزار آٹھ سو وہ عورتیں ہیں جو خاندان کی ستم رانی کا شکار ہوکر جاں بحق ہوئیں، یہ مجموعی طور پر قتل ہونے والی عورتوں کا پچپن 55 فیصد ہے، مارنے والوں میں بڑی تعداد خود ان کے شوہر کی ہے، مردوں کا قتل نسبتا کم ہوا، ان کی تعداد مجموعی واردات میں صرف بارہ فی صد ہے۔

یہ اعداد وشمار گذشتہ دو دہائی میں درج واقعات میں سب سے زائد ہیں، مجموعی طور پر پوری دنیا میں جنگ کو چھوڑ کر قتل کے واردات میں کمی آئی ہے، لیکن عورتوں کو قتل کرنے کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔

یہ بات اطمینان کی ہے کہ 2010 سے یورپین ممالک میں ایسے واقعات میں اکیس فیصد کی کمی درج کی گئی ہے، البتہ اتری امریکہ میں یہ تعداد 29 فی صد بڑھی ہے، کوربین میں بھی اس قسم کے جرائم میں آٹھ فی صد کا اضافہ ہوا ہے، اس معاملہ میں افریقی ممالک نے ایشیا کو پیچھے چھوڑ دیا ہے، رپورٹ کے مطابق 2022 میں صرف افریقہ میں بیس ہزار عورتوں کا قتل ہوا، جب کہ ایشیا میں یہ تعداد اٹھارہ ہزار چار سو رہی۔

ہندوستان کی بات کریں تو ہمارے پاس 2022 کے اعداد وشمار دستیاب نہیں ہیں، لیکن گذشتہ دہائی میں ایسے واقعات میں بہت کمی آئی ہے، فی صد میں اعداد وشمار کو دیکھیں تو ہر ایک لاکھ آبادی میں اپنوں کے ہاتھ ماری جانے والی عورتیں افریقی ممالک میں 2.8، ایشیاء میں 0.8، امریکہ میں 1.5، یورپ میں 0.6، اوشیانیا میں 1.1 فی صد ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ جو ممالک آزادی نسواں کی بات کرتے ہیں، ان کے یہاں عورتوں کے قتل کے واقعات کثرت سے ہوتے ہیں، اسلام نے عورتوں کو جو خاندانی تحفظ فراہم کیا ہے، اس کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اس قسم کے واقعات کم ہوتے ہیں، کاش دوسرے مذاہب بھی اسلامی تعلیمات کو اپنالیں تو عورتوں پر اس قسم کے ظلم وستم کا سد باب ہوسکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

**یادوں کے چراغ** ✍: مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

# ڈاکٹر امام اعظم

شعروادب تنقید وتحقیق اور صحافت کی معروف، مشہور اور مقبول شخصیت ڈاکٹر امام اعظم نے اپنی خوابگاہ کولکاتہ میں 23/نومبر 2023ء کو آخری سانس لی، رات کو نماز، کھانے وغیرہ سے فارغ ہوکر دوستوں کی مجلس میں ساڑھے گیارہ بجے تک مشغول رہے اور پھر سوئے تو سوئے رہ گیے، کسی کو پتہ ہی نہیں چلا کہ روح کب پرواز کرگئی، صبح کو چہل قدمی کے ان کے جو رفقاء تھے، ان کو نہ پا کر دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ ایسی جگہ جا چکے تھے، جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا، موبائل کان سے لگا ہوا تھا، جیسے انہوں نے آخری وقت میں اپنے حالات بتانے اور طبی امداد کے لیے کسی کو فون کرنا چاہا ہو، لیکن رابطہ نہ ہوسکا ہو، جو پوری زندگی دوسروں کی خدمت میں لگا رہا، اللہ نے یہ گوارہ نہیں کیا کہ وہ آخری وقت میں دوسروں کا دستگیر اور احسان مند ہو، جنازہ کافی تاخیر سے کل ہوکر ان کی مستقل قیام گاہ گنگوارہ بیلا موڑ دربھنگہ پہونچا، جمعہ کی نماز کے بعد ان کے قائم کردہ مدرسہ البنات فاروقیہ کے صدر مدرس مولانا محمد مستقیم قاسمی نے جنازہ کی نماز پڑھائی، جنازہ اعلان شدہ وقت سے پہلے ادا کیے جانے کے باوجود مجمع اچھا خاصا تھا، علماء، صلحاء، شعراء، ادبا اور عام مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی، تدفین ان کے آبائی قبرستان گنگوارہ ہی میں ہوئی، جو ان کے نانا کے مکان کے جنوب میں واقع ہے۔ حاضری میری بھی اسی دن ہوئی، لیکن تجہیز وتکفین کا مرحلہ گذر چکا تھا، میں نے ان کے صاحب زادگان، بھائیوں اور متعلقین سے تعزیتی کلمات کہے، انہیں حوصلہ دلایا اور راضی برضائے الٰہی رہنے کی تلقین کی، پس ماندگان میں ڈاکٹر زہرہ شمائل بنت سید منظر امام (م 24/اگست 2018) دولڑکے ڈاکٹر نوا امام، صحافی انجینئر فضا امام اور ڈاکٹر حیا فاطمہ کو چھوڑا۔

ڈاکٹر امام اعظم کا اصل نام سید اعجاز حسن تھا، مظہر امام اور منظر امام سے خاندانی تعلق اور مصاہرت تھی، انہوں نے اپنا قلمی نام امام اعظم منتخب کیا اور ان کی ادبی خدمات کی وجہ سے یہ نام اس قدر مقبول اور زبان زد عام وخاص ہوا کہ اصل نام پردۂ خفا میں چلا گیا، ان کی ولادت ?20 جولائی 1960 کو محلہ گنگوارہ دربھنگہ میں محمد ظفر المنان ظفر فاروقی عرف گیندا (م 24/اگست 2010، مطابق 13/رمضان المبارک 1431ھ) بن مولوی نہال الدین (م 1990) بن مولوی محمد جمال الدین بن مولوی اکبر علی (ساکن موضع بھیرو پور موجودہ ضلع ویشالی) اور بی بی مظہر النساء، بیگم نرگس (م 4/مئی 1970) کے گھر ہوئی، جہاں ان کے والد اپنے سسر محمد امیر السلام عرف مجھلے بابو (م 21/جنوری 1977ء) کی ایما سے 1965 میں موضع مدھے پور دربھنگہ سے نقل مکانی کرکے آبسے تھے اور اپنا مسکن ''کاشانہ فاروقی'' کے نام سے تعمیر کرلیا تھا، گنگوارہ میں ظفر فاروقی نے ایک بیگہ زمین خرید کی تھی، کاشانہ فاروقی اسی کے ایک حصہ پر موجود ہے، ڈاکٹر امام اعظم نے متھلا محل کمپلکس محلہ گنگوارہ، ڈاکخانہ سارا موہن پور ضلع دربھنگہ میں ''ادبستان'' کے نام سے اپنا مکان تعمیر کرایا اور والدین کی یاد میں اپنا ہی ایک شعر کندہ کراکے لگوایا وہ یہ ہے۔

خدا کی امانت ہم اس کے مکیں ہے گیندا و نرگس کا باغ حسین

ڈاکٹر امام اعظم نے تعلیم کے اعلیٰ مراحل طے کیے، ایم اے (اردو، فارسی) ایل ایل بھی، پی ایچ ڈی، ڈی لٹ تک تعلیم پائی، ابتدائی تعلیم سے انٹر تک بتیا کے مختلف عصری تعلیمی اداروں سے فیض یاب ہوئے، جہاں ان کے والد بسلسلہ ملازمت مقیم تھے، بتیا میں تعلیمی مراحل کی تکمیل کا دورانیہ ۱۹۷۷ء تک رہا، بی، ایس سی ملت کالج دربھنگہ سے 1979ء میں کیا 1982 میں وہ سائنس سے زبان وادب کی طرف راغب ہوئے، چنانچہ بی اے کا امتحان آزاد امیدوار کی حیثیت سے دیا اور کامیاب ہوئے، 1984 میں متھلا یونیورسٹی سے ایم اے اردو اور 1991 میں ایم اے فارسی کا امتحان دے کر کامیابی حاصل کی، حصول علم کا شوق یہیں پر مکمل نہیں ہوا، چنانچہ آپ نے لا کالج دربھنگہ سے ۱۹۸۹ء میں ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی، ''مظہر امام کی تخلیقات کا تنقیدی مطالعہ'' پر پی ایچ ڈی اور ''اردو تنقید ساخت اور ارتقاء'' کے موضوع پر ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی۔

ڈاکٹر امام اعظم ہر دم رواں پیہم جوان رہنے والی شخصیت تھی، انہوں نے تعلیمی اور صحافتی میدان میں بیش بہا خدمات انجام دیں، ان کی ''ادارت'' میں نکلنے والے رسالہ ''تمثیل نو'' کی ملک وبیرون ملک میں ایک شناخت تھی، اور اہل علم وقلم میں پذیرائی بھی۔ 2001 سے مسلسل اتنے علمی، معیاری، ادبی اور ضخیم شماروں کا نکالنا آسان نہیں تھا، وہ نکالتے بھی تھے اور اہل تعلق تک بڑی محبت سے پہونچاتے بھی تھے، انہوں نے کم وبیش تیس معیاری ادبی کتابیں شاعری، ادب، تنقید وتحقیق، مونوگراف، شجرے وغیرہ کی شکل میں علمی دنیا کو دیے، ان میں ان کے دو شعری مجموعے نیلم کی آواز، اور قربتوں کی دھوپ بھی شامل ہے، انہوں نے ''نصف ملاقات'' کے نام سے مشاہیر ادب کے خطوط مظہر امام کے نام مرتب کیا، ان کے نام آئے ہوئے خطوط کو شاہد اقبال نے چٹھی آئی ہے کے نام سے مرتب کیا جو شائع ہوکر مقبول ہوا، ان کی مرتب کردہ کتابوں میں اقبال انصاری فکشن کا سنگ میل، مولانا عبد العلیم آسی۔ تعارف اور کلام، عہد اسلامیہ میں دربھنگہ اور دوسرے مضامین، ہندوستانی فلمیں اور اردو (ادبی جائزے) فاطمی کمیٹی رپورٹ۔ تجزیاتی مطالعہ، نامۂ نظیر، اکیسوی صدی میں، اردو صحافت، مظہر امام، نقوش علی نگر: تبصرے اور تجزیے، سہرے کی ادبی معنویت، پہلی جنگ آزادی میں اردو زبان کا کردار سے ان کا ادبی اسلوب، مطالعہ کی گہرائی، تجزیوں کی گہرائی، تاریخ وتنقید پر مضبوط گرفت کا پتہ چلتا ہے، ان کا قلم ادب وتنقید، تاریخ وتحقیق کے حوالہ سے انتہائی رواں تھا اور انہوں نے پوری زندگی اپنی اس صلاحیت سے خوب خوب کام لیا، ان کی خدمات کی پذیرائی بھی ان کی زندگی میں خوب ہوئی، چنانچہ نو کتابیں ان کی شخصیت اور خدمات پر ان کے حوالہ سے مختلف اہل قلم نے تصنیف کیں، جن میں ڈاکٹر امام اعظم: اجمالی جائزہ، دربھنگہ کا ادبی منظر نامہ، ڈاکٹر امام کی ادبی وصحافتی خدمات کے حوالہ سے، ڈاکٹر امام اعظم کی باز آفرینی، جہان ادب کے سیاح اور ڈاکٹر امام اعظم کی ادبی جہتیں خاص طور سے قابل ذکر ہیں، ان کے مجموعۂ کلام قربتوں کی دھوپ کا انگریزی ترجمہ سید محمود احمد کریمی نے کیا، مختصر میں کوئی بات کہی جاسکتی ہے تو وہ یہ کہ مناظر عاشق ہرگانوی کے گذر جانے کے بعد وہ تنہا ایسے ادیب تھے جو تمام اصناف کے ساتھ تحقیق وتاریخ پر بھی سنی سنائی نہیں، گہری اور شعوری نظر رکھتے تھے۔

میرے تعلقات ان سے انتہائی قدیم تھے، پہلے فون سے رابطہ رہا، اس کے بعد بالمشافہ ملاقات کی نوبت آئی، وہ مجھ سے بے پناہ محبت کرتے تھے، اور میں ہی کیا ان کے اخلاق وعادات، تواضع وانکساری اور تعلقات نبھانے کی غیر معمولی صلاحیت کی وجہ سے ہر آدمی یہی سوچتا تھا کہ وہ ان سے زیادہ قریب ہے، جن دنوں وہ دربھنگہ ''مانو'' میں ریجنل ڈائرکٹر تھے اور وہ اس کی توسیع کے لیے کوشاں تھے، خیال آیا کہ کیوں نہ ''مانو'' کا ایک سنٹر حاجی پور ویشالی میں بھی قائم ہو، (بقیہ صفحہ: ۱۴/ پر)

**کتابوں کی دنیا** ✍: مولانا رضوان احمد ندوی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

# مضامین مولانا ابوسلمہ شفیع احمد بہاریؒ

ملک گیر شہرت یافتہ عالم دین، صاحب تقویٰ بزرگ، بلند پایہ محقق وخطیب حضرت مولانا ابوسلمہ شفیع احمد کی شخصیت کسی تعارف کا محتاج نہیں، وہ اپنے فضل وکمال اور فہم وفراست کے لحاظ سے طبقہ علماء میں نہایت ممتاز اور منفرد شخصیت کے مالک تھے، ان کی پوری زندگی علم دین اور اشاعت اسلام میں گذری، انہوں نے اپنی بے مثال محققانہ نگارشات اور عالمانہ خطاب سے ملت اسلامیہ کے ایمان ویقین میں پختگی اور فکر وعمل میں تابندگی عطا کی اس کے لیے شہر کلکتہ کو تبلیغ دین کا مرکز بنایا اور پورے ملک میں اس کی شمع روشن کی، ان کی ماثر علمیہ آج بھی محققین کے لیے سرمایہ افتخار ہے، زیر تبصرہ کتاب مضامین مولانا ابوسلمہ شفیع احمد بہاری انہیں علمی توارث کی ایک کڑی ہے، یہ مجموعہ آپ کے سات علمی وتحقیقی مضامین کا گلدستہ ہے، جس کو ممتاز دانشور اور صاحب قلم جناب مولانا ڈاکٹر محمد کفیل احمد ندوی بہار شریف نے تلاش وجستجو اور تحقیق وتعلیق کے بعد کتابی شکل میں مرتب کرکے شائع کروایا ہے، اس مجموعہ میں جو سات مقالات شامل ہیں ان میں چار مقالے علم حدیث سے متعلق ہیں، پہلے مقالہ کا موضوع ہے۔ ہندوستان میں علوم حدیث کی تالیفات، دوسرا مقالہ مسند احمد کی خصوصیات، تیسرے مقالہ کا عنوان ہے کتاب الام اور چوتھے کا موضوع ہے امام دارقطنی کے امتیازات، یہ چاروں مقالے نہایت ہی معلومات افزا اور مواد سے پر ہیں، جن سے حضرت مولانا کے مطالعہ کی وسعت، فکر کی گہرائی اور تجربے کی اصابت کی نشاندہی ہوتی ہے۔ دو مقالے دو کتب خانے، کتب خانہ ڈیانواں اور کتب خانہ شکرانواں کے تعارف پر مشتمل ہیں، افسوس ہے کہ ان دونوں کے قیمتی اثاثے فرقہ پرستوں کی نذر ہوگئے اور بچی کچی کتابیں خدا بخش لائبریری پٹنہ منتقل ہوگئی، جب میں نے ان دونوں کتب خانوں کے احوال وکیفیات کو پڑھا تو حیرت زدہ ہوگیا کہ حضرت مولانا شمس الحق ڈیانوی اور حضرت مولانا رفیع الدین نے اسلامی علوم وفنون کی نہایت نایاب اور نادر کتابوں کو جمع کرنے کا کس قدر اہتمام کیا تھا، بعض نادر کتابوں کے ایسے نسخے بھی حاصل کئے جو کہیں دوسری جگہ خال خال ہی دستیاب ہیں، مثلاً تفسیر جریر طبری کا کامل نسخہ 30 جلدوں میں کتب خانہ شکرانواں میں موجود تھا، یہ تفسیر علوم کا خزانہ ہے، حافظ ابن قیم اور ابن تیمیہ کی تصانیف کا جتنا قلمی ذخیرہ یہاں جمع ہوگیا کہ شاید ہندوستان میں تو کیا کہیں اور اتنا بڑا سرمایہ نہ ہوگا، بہر کیف، کتاب کا آخری مقالہ عورت اور اسلام کے عنوان پر ہے، جس میں مصنف نے اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد حقوق نسواں کے بارے میں مختصر موازنہ کرتے ہوئے تعلیم نسواں کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے، اس طرح یہ ساتوں مقالے علم وتحقیق کے قیمتی ذخیرے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو علوم حدیث پر تحقیقی کام کرنا چاہتے ہیں، ان کے لئے شاہ راہ ہیں۔ فاضل مرتب کتاب نے آغاز کتاب میں ان تمام مقالوں پر بڑا ہی فاضلانہ علمی تجزیہ کرکے، محاکمہ بھی کیا ہے، اور اس کے مقام ومرتبہ کا تعین بھی کردیا ہے تاکہ یہ استفادہ کرنے والوں کے لئے چراغ راہ ثابت ہو، انہوں نے اپنے مقدمہ کے آخر میں خلاصہ بحث کے بعد تحریر کیا کہ۔

اس مجموعہ کے ساتوں مضامین تحقیقی، تنقیدی اور تجزیاتی ہیں اور صرف ان لوگوں کے لئے ہیں جو علوم حدیث پر تحقیقی کام کرنا چاہتے ہیں، یا جنہیں علوم حدیث پر کام کرنے کا شوق ہے، ایسے لوگوں کے لئے شروع کے تین مقالے مشعل راہ ثابت ہوں گے اور نشان منزل سے لے کر منزل مقصود تک رہنمائی کے ذرائع، اسباب، بلکہ استاد حدیث ثابت ہوں گے۔ اس طرح اس مجموعہ کے حواشی بھی دلائل منزل ہیں جو 173 حوالہ جات پر مشتمل ہیں۔ (صفحہ 12)

اس مقدمہ نے قارئین کو گائڈ لائن دے دیا کہ اس سے کس طرح استفادہ کریں، اس سے لائق مرتب کی خود اعتمادی بھی ظاہر ہوتی ہے کہ انہوں نے اپنے مقدمہ کے علاوہ کسی کی تحریر بہ طور تقدیم یا تعریف شامل نہیں کیا، اس کے لئے بھی میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں، ورنہ آج کل مضمون کتاب سے زیادہ پیش لفظ، حرفِ چند، احساسات وتاثرات اور نہ جانے کن کن عناوین سے دوسرے کی ملفوظات سے کتاب کو بھاری بھرکم بنادیا جاتا ہے، جس سے اس خاکسار کو تبصرہ کے وقت بڑی ذہنی کوفت ہوتی ہے، بہر حال، یہ مجموعہ مضامین قابل قدر علمی وتاریخی دستاویز ہے، مصنف کے قائم کردہ ادارہ ترجمہ وتالیف کولکاتہ کو طباعت کا شرف حاصل ہوا ہے، مولانا ابوسلمہ شفیع احمد کے سعادت مند صاحبزادے اور ہمارے مخلص وکرم فرما مولانا طلحہ بن ابوسلمہ ندوی بھی ہمارے شکریے کے مستحق ہیں، جنہوں نے کتاب کو بڑے اہتمام سے شائع کرایا، مضامین کی طرح اس مجموعہ کی ترتیب، کمپوزنگ اور طباعت کی نفاست بھی پر کشش اور لائق داد ہے۔ 152 صفحات پر مشتمل اس مجموعہ مضامین پر کہیں بھی قیمت درج نہیں ہے، جس سے ناشر کی نیت کی پاکی اور بے غرضی ظاہر ہوتی ہے، البتہ حاجی فیاض احمد کا نام طابع میں چھپا ہوا ہے، جس سے کچھ اشارہ تو مل ہی جاتا ہے۔ اللہ ان کی عمر میں برکت دے اور ترقیات سے نوازے اس سے یہی سمجھا جاسکتا ہے کہ اصحاب فضل وکمال کو کتاب ہدیہ میں دستیاب ہوسکتی ہے، اس لئے خواہش مند حضرات مولانا طلحہ ندوی کے موبائل نمبر 6291110717 پر رابطہ کرکے طلب کرسکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

# حکایات اهل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

**سامان کی حفاظت:** حضرت حبیب عجمیؒ کا حجرہ بصرہ کے بازار میں چوراہے پر تھا، آپ کے پاس ایک پوستین تھا جس کو آپؒ سردی گرمی میں برابر استعمال کرتے تھے، ایک روز آپ وضو کرنے کے لئے گئے اور پوستین وہیں چھوڑ گئے، اتنے میں حضرت حسن بصریؒ آ نکلے، دیکھا کہ پوستین پڑا ہے، پہچان لیا اور فرمایا حبیبؒ ایک عجمی شخص ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ پوستین کوئی لے جائے گا اور خود وہیں ٹھہر گئے حتیٰ کہ حبیبؒ آ گئے، سلام کیا اور پوچھا کہ اے امام المسلمین آپ یہاں کیسے کھڑے ہیں، حضرت حسن بصریؒ نے جواب دیا کہ تمہارے پوستین کی حفاظت کر رہا ہوں، تم حجرہ میں پوستین کس پر چھوڑ گئے تھے؛ کہنے لگے اس ذات پر جس نے آپ کو میرے پوستین کی حفاظت کے لئے بھیجا ہے۔

**جو اپنے لئے پسند کرو وهی دوسروں کے لئے بھی:** حضرت محمد بن منکدرؒ چوغوں کی تجارت کرتے تھے، ان کے پاس کچھ چوغے پانچ روپے والے تھے، کچھ دس روپے والے، ان کی عدم موجودگی میں ان کے غلام نے غلطی سے پانچ روپے والا چوغہ دس روپے میں بیچ ڈالا، جب ان کو اس بات کا علم ہوا تو وہ دن بھر خریدار کو ڈھونڈتے رہے، آخر ملاقات ہوگئی، فرمایا کہ غلام نے غلطی سے پانچ کی چیز دس میں بیچ ڈالی، خریدار نے کہا کوئی مضائقہ نہیں، میں راضی ہوں، آپ نے فرمایا تم راضی ہو مگر ہم تمہارے لئے وہی بات پسند کرتے ہیں جو اپنے لئے کرتے ہیں، اب تم تین باتوں میں سے ایک بات پسند کرلو، (۱) دس روپے والا چوغہ لے لو (۲) پانچ روپے واپس لے لو یا (۳) ہماری چیز دیدو اور اپنے دام واپس لو، خریدار نے آپ کے اصرار سے پانچ روپے واپس لے لئے، خریدار نے اس حسنِ معاملت پر حیرت زدہ ہوکر دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہیں، لوگوں نے نام بتایا تو اس نے کہا کہ سبحان اللہ! انہی کی بدولت قحط سالی میں ہم پر بارش ہوتی ہے۔

**مفلسوں میں تین باتیں:** حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ تم حلال کمائی سے اپنی مفلسی دور کرو کیونکہ جو مفلس ہوجاتا ہے اس میں تین باتیں پیدا ہوجاتی ہیں، اول دینی معاملات میں سستی، دوسرے ضعف عقلی، تیسرے بے مروّتی اور تینوں سے بڑھ کر یہ کہ آدمی اسے حقیر جانتے ہیں۔

**بدگمانی سے بچئے:** حضرت محمد بن صالح فرماتے ہیں کہ وہ ایک دن حمادؒ بن سالمؒ کے پاس گئے، دیکھا کہ ان کے گھر میں چار چیزوں کے سوا کچھ نہ تھا، ایک ان کے بیٹھنے کا بوریا، دوسرا تلاوت کا قرآن، تیسرا کتابوں کا بستہ، چوتھا وضو کا لوٹا، وہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے ہی تھے کہ حاکم محمد سلیمان نے آکر چالیس ہزار درہم نذر کیا اور عرض کیا کہ آپ ان کو اپنی ضروریات میں صرف کیجئے، آپ نے فرمایا کہ جن لوگوں پر ظلم کر کے تم نے یہ روپیہ حاصل کیا ہے، ان کو واپس کردو، انہوں نے کہا کہ بخدا مجھے یہ مال وراثت میں ملا ہے، آپ نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں، عرض کیا کہ اچھا آپ اسے لوگوں میں تقسیم کردیں، آپ نے فرمایا میں اسے تقسیم کرنے میں انصاف سے بھی کام لوں تو مجھے ڈر ہے کہ جس کو ان میں سے کچھ نہ ملے وہ یوں کہے کہ اس شخص نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا اور میری وجہ سے بدگمانی کے گناہ میں مبتلا ہوا، پس اپنا مال مجھ سے علیحدہ رکھو۔

**لخت جگر کی تربیت اور شوقِ شهادت:** حضرت خنسیٰؓ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے چار بیٹے تھے، وہ جب کھانے پر بیٹھیں تو بچوں کو کہتیں میرے پیارے بیٹو! تم اس ماں کے بیٹے ہو جس نے نہ ماموں کو رسوا کیا نہ تمہارے باپ کے ساتھ خیانت کی، جب بار بار یہ کہتیں تو ایک بار بچوں نے کہا: امی! آخر اس کا کیا مطلب ہے؟ تو فرماتیں میرے بیٹو! جب میں کنواری تھی مجھ سے کوئی ایسی غلطی نہ ہوئی جس سے تمہارے ماموں کی رسوائی ہوتی اور جب شادی ہوئی تو میں نے تمہارے باپ کے ساتھ خیانت نہیں کی، میں اتنی غیرت اور باحیا زندگی گذارنے والی عورت ہوں، بچے پوچھتے امی جان! آپ کیا چاہتی ہیں؟ تو ماں کہتی بیٹے! جب تم جوان ہوجاؤ گے تم سب اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اور میرے بیٹو! تم شہید ہوجانا اور میں آکر تمہیں دیکھوں گی، اگر تمہیں سینوں پر تلوار کے زخم ہوں گے میں تم سے راضی ہوجاؤں گی اور اگر تمہاری پشت پر زخم ہوں گے تو میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی تو بیٹے پوچھتے امی! آپ کیوں کہتی ہیں، شہید ہوجانا شہید ہوجانا تب ماں سمجھاتیں کہ میرے بیٹو! اس لئے کہ جب قیامت کے دن عدل قائم ہوگا اور اللہ تعالیٰ پوچھیں گے، شہیدوں کی مائیں کہاں ہیں، میرے بیٹو! اس وقت میرے پروردگار کے سامنے مجھے سرخروئی نصیب ہوگی کہ میں بھی چار شہیدوں کی ماں ہوں، سوچنے کی بات ہے ایسے شہداء کے پیچھے آپ کو ایک عورت کا کردار ماں کی شکل میں نظر آئے گا۔

**باسی روٹی کو نسبت قرب مل گئی:** ایک بزرگ کے سامنے جب بھی دسترخوان پر روٹیاں رکھی جاتیں تو وہ ٹھنڈی روٹی پہلے کھاتے اور گرم روٹی بعد میں، کسی نے کہا، حضرت! جب ٹھنڈی اور گرم دونوں قسم کی روٹیاں موجود ہوں تو جی تو یہی چاہتا ہے کہ گرم روٹی پہلے کھائیں، کیونکہ ٹھنڈی روٹی تو ٹھنڈی ہوچکی ہوتی ہے اس لئے وہ بعد میں کھانی چاہئے، مگر اللہ والوں کی نگاہ کہیں اور ہوتی ہے، انہوں نے فرمایا، نہیں یہ ٹھنڈی اور گرم دونوں میرے سامنے ہوتی ہیں، میں ان پر نظر دوڑاتا ہوں، اور اپنے دل سے پوچھتا ہوں کہ اے دل! تیرا جی چاہتا ہے کہ گرم روٹی کھا کر لطف اٹھائے مگر سوچ تو سہی کہ ٹھنڈی روٹی پہلے پکی اس لئے اس کو قرب کی نسبت زیادہ حاصل ہے اور گرم روٹی بعد میں پکی اس لئے اس کو دور کی نسبت ہے، لہذا میں قرب کی نسبت والی روٹی پہلے کھاتا ہوں اور بعد والی روٹی کو بعد میں کھاتا ہوں، اندازہ لگائیے کہ دسترخوان پر بیٹھے ہوئے ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی اللہ رب العزت کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے جو نسبت ہوتی تھی اللہ والے اس نسبت کا بھی خیال کرتے ہیں۔ (خطبات ذوالفقار: ۸۲/۴)

**طالبان علوم نبوت کی دعا لیجئے:** طلباء کا اللہ رب العزت کے ہاں بڑا مقام ہوتا ہے، حضرت خواجہ باقی باللہؒ جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پیر و مرشد ہیں، ایک مرتبہ خواجہ باقی باللہؒ کے سامنے ہی کسی مرید نے کہا کہ جی ہمارے شیخ تو ایسے ہیں کہ جن کو اللہ نے ایسے ایسے مریدین عطا کئے اور یہ یہ مقامات عطا کئے اور حضرت اس پر خاموش رہے، اب اتنی خاموشی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے اوپر آزمائش آ گئی۔

"حسنات الابرار سیئات المقربین" عام نیکوں کی نیکیاں مقربین کے حق میں سیئات کا درجہ رکھتی ہیں، جی ہاں! جب بڑوں کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے تو پھر اللہ رب العزت کے ناز بھی زیادہ ہوتے ہیں، جی ہاں! یہ بھی خود پسندی میں شامل ہے کہ دوسرے نے تعریف کی اور آپ خاموش رہے، اسے روکا کیوں نہیں؟ چنانچہ آزمائش کے طور پر ان پر قبض کی کیفیت آ گئی، سب کیفیات ختم ہوگئیں، جس کی وجہ سے آپ کئی دن روتے رہے، آپ نے اللہ رب العزت سے دعا مانگی کہ اے میرے مالک! میری کس غلطی کی وجہ سے یہ کیفیتیں بند ہوگئیں، آپ مجھ پر واضح فرمادیجئے، بالآخر آپ کو خواب میں بتایا گیا کہ یہ اس وجہ سے کیفیت پیش آئی ہے اور اب اس کا حل یہ ہے کہ آپ کے قریب ایک مدرسہ میں چھوٹے چھوٹے بچے اللہ کا قرآن پڑھتے ہیں، آپ جائیں اور ان طلباء سے دعا کروائیں ان کی دعا کی برکت سے وہ چیزیں پھر آپ کو نصیب ہوجائیں گی، چنانچہ آپ صبح اٹھے اور اس مدرسہ میں گئے، جب خواجہ باقی باللہؒ وہاں پہونچے تو ادب کی وجہ سے استاد بھی کھڑے ہوگئے اور شاگرد بھی کھڑے ہوگئے کہ خواجہ تشریف لائے ہیں، خواجہ صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمانے لگے کہ آپ مجھے اللہ کا بڑا ولی سمجھ کر کھڑے ہور ہے ہو اور میری حالت یہ ہے کہ مجھے خواب میں حکم ہوا ہے کہ میں دعا کروانے کے لئے آپ حضرات کے پاس جاؤں، لہذا اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کا بڑا مقام ہے، اس کے بعد چھوٹے چھوٹے بچوں نے مل کر دعا کی اور اللہ رب العزت نے خواجہ باقی باللہؒ کو وہ کیفیات پھر واپس کردیں۔

**بیٹا-همیشه سچ بولنا:** شیخ عبدالقادر جیلانیؒ لڑکپن میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے چلتے ہیں، والدہ ان کے کپڑوں میں کچھ پیسے سی دیتی ہیں اور نصیحت کردیتی ہیں کہ بیٹے ہمیشہ سچ بولنا، چنانچہ راستہ میں ڈاکوؤں نے لوٹ لیا، کسی نے پوچھا تمہارے پاس مال ہے؟ انہوں نے سچ سچ بتادیا، اس نے سردار کو بتایا تو سردار نے پاس بلا کر کہا تو نے جھوٹ کیوں نہیں بولا؟ نہ تجھے جان کی فکر نہ مال کی فکر، کہنے لگے کہ میری امی نے کہا تھا بیٹا سچ بولنا، اور میں نے ان سے وعدہ کرلیا تھا، مجھے جان کی پرواہ نہ تھی، مجھے اپنے قول کا پاس رکھنا تھا، ڈاکوؤں کے دل میں یہ بات گھر کرگئی کہ جب ایک بچہ ماں سے کئے ہوئے عہد کا اتنا پاس رکھتا ہے تو ہم نے بھی تو کلمہ پڑھ کے اپنے رب سے عہد کیا ہے کہ ہم اس کا پاس کیوں نہ کریں، چنانچہ وہ اللہ سے توبہ کرتے ہیں اور اس کے بعد ان کی زندگی میں نیکوکاری آجاتی ہے، یہ بچہ آگے چل کر عبدالقادر جیلانیؒ بنا تو سوچئے ایک اور کامیاب مرد کے پیچھے آپ کو عورت کا کردار ماں کی شکل میں نظر آئے گا۔

**ننھے منے کو وحدانیت سکھائیے:** حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ آج بھی قطب مینار کے قریب لیٹے ہوئے ہیں، ان کے بارے میں بھی مشہور واقعہ ہے، ان کے نام کے ساتھ قطب الدین بختیار "کاکی" کا لفظ لگایا جاتا ہے، یہ ہندی لفظ ہے، اس کے معنی روٹی، واقعہ یہ ہوا کہ جب یہ پیدا ہوئے تو ان کے والدین بیٹھے ہوئے آپس میں مشورہ کر رہے تھے، ہمارا بیٹا نیک کیسے بنے؟ اچھا کیسا بنے؟ چنانچہ ان کی ماں نے کہا میرے ذہن میں ایک تجویز ہے، کل سے میں اس تجویز عمل کروں گی، اگلے دن جب بچہ مدرسہ میں چلا گیا، ماں نے کھانا بنایا اور الماری میں کہیں چھپا کر رکھ دیا، بچہ آیا کہنے لگا امی بھوک لگی ہے، مجھے کھانا دیجئے، ماں نے کہا بیٹا! ہمیں بھی تو کھانا اللہ تعالیٰ دیتے ہیں، وہی رزاق ہیں، وہی رزق پہونچاتے ہیں، وہی مالک و خالق ہیں، ماں نے اللہ رب العزت کا تعارف کروایا اور کہا کہ بیٹا تمہارا رزق بھی وہی بھیجتے ہیں، تم اللہ سے مانگو بیٹے نے کہا: امی میں کیسے مانگوں؟ ماں نے کہا، بیٹا مصلی بچھاؤ، چنانچہ مصلیٰ بچھادیا، بیٹا التحیات کی شکل میں بیٹھ گیا، چھوٹے چھوٹے معصوم ہاتھ اٹھائے، ماں نے کہا بیٹا دعا کرو، بیٹا دعا کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ میں مدرسہ سے آیا ہوں، بھوک لگی ہے، اللہ مجھے کھانا دیدیجئے، بیٹے نے تھوڑی دیر اس طرح عاجزی کی پوچھنے لگا امی اب کیا کروں؟ ماں نے کہا: بیٹا، تم ڈھونڈو، اللہ نے کھانا بھیج دیا ہوگا، تھوڑی دیر کمرے میں ڈھونڈا بالآخر الماری میں کھانا مل گیا، بیٹے نے کھانا کھایا، اب بیٹے کے دل میں ایک خیال پیدا ہوا، وہ روز اللہ تعالیٰ کی باتیں پوچھتا، امی وہ سب کو کھانا دیتے ہیں، پرندوں کو بھی، حیوانوں کو بھی، پتہ نہیں اس کے پاس کتنے خزانے ہیں؟ وہ ختم نہیں ہوتے وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا، ماں کا دل خوش ہوتا کہ بیٹے کے دل میں اللہ رب العزت کا تعلق بڑھ رہا ہے، چنانچہ جب بچہ محسوس کرتا، سب کو اللہ تعالیٰ رزق دے رہے ہیں تو محسن کے ساتھ محبت تو فطری چیز ہے، بچہ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوگئی، وہ محبت سے اللہ تعالیٰ کا نام لیتا وہ سونے سے پہلے والدہ سے اللہ تعالیٰ کی باتیں پوچھتا، ماں خوش ہوتیں، کہ میرے بیٹے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت رچ بس رہی ہے۔

کچھ دن تک سلسلہ اسی طرح چلتا رہا، مگر ایک دن یہ ہوا کہ ماں اپنے رشتہ داروں میں کسی تقریب میں چلی گئی اور وہاں جاکر وہ وقت کا خیال نہ رکھ سکیں، بھول گئیں، جب خیال آیا تو پتہ چلا کہ بچہ کے آنے کا وقت کافی دیر ہوئی، گذر چکا ہے، ماں نے برقعہ لیا اور اپنے گھر کی طرف تیز قدموں سے چلدیں راستہ میں رو بھی رہی ہے، دعائیں بھی کر رہی ہیں، میرے مالک میں نے تو اپنے بچہ کا یقین بنانے کے لئے یہ سارا معاملہ کیا تھا، اے اللہ! اگر آج میرے بچے کا یقین ٹوٹ گیا تو میری محنت ضائع ہوجائے گی، اے اللہ! میری محنت کو ضائع ہونے سے بچالینا، ماں دعائیں کرتی آ رہی ہیں، جب گھر پہونچی تو دیکھتی ہیں کہ بیٹا آرام کی نیند سو رہا ہے، ماں نے جلدی سے کھانا پکایا اور چھپا کر رکھ دیا، پھر آکر بچہ کے رخسار کا بوسہ لیا، اسے جگا کر سینہ سے لگایا، کہنے لگی بیٹے آج تو تجھے بہت لگی ہوگی، بچہ ہشاش بشاش بیٹھ گیا، کہنے لگا کہ امی مجھے تو بھوک نہیں لگی، ماں نے پوچھا وہ کیسے؟ تو بچہ نے کہا، امی جب میں مدرسہ سے آیا تو میں نے مصلیٰ بچھایا اور میں نے دعا مانگی، اے اللہ! بھوک لگی ہوئی ہے، تھکا ہوا بھی ہوں، آج تو امی بھی گھر پر نہیں ہے، اللہ مجھے کھانا دیدو، امی اس کے بعد میں نے کمرے میں تلاش کیا، مجھے ایک جگہ روٹی پڑی ملی، امی میں نے اسے کھالیا، مگر جو مزہ مجھے آج آیا، مجھے زندگی میں کبھی نہیں آیا تھا، سبحان اللہ، مائیں بچوں کی تربیت ایسا کیا کرتی تھیں اور اللہ رب العزت ان کو پھر قطب الدین بختیار کاکی بنادیتے تھے، چنانچہ یہ مغل بادشاہوں کے شیخ بنے اور اپنے وقت میں لاکھوں انسان ان کے مرید بنے تو ایک اور کامیاب شخصیت کے پیچھے آپ کو عورت کا کردار ماں کی شکل میں نظر آئے گا، یہ مثال اتنی زیادہ کہ انسان حیران ہی ہوجاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

# سیرت نبوی اور اتحاد امت

قاضی مولانا مجاہدالاسلام قاسمی

بعثت نبوی سے قبل جزیرۃ العرب کا معاشرہ اچھائیوں اور برائیوں دونوں کا امتزاج تھا۔شجاعت وشرافت،مروت وضیافت جیسی بہترین خوبیاں تھیں تو فحاشی دانار کی خرافات،ایک دوسرے پر فخر اور عصبیت ونفرت کی پیدا کردہ باہمی دشمنیاں بھی،لوگ مختلف خانوں میں بٹے ہوئے تھے۔ان کے درمیان ایسی ایسی سرحدیں اور رکاوٹیں کھڑی تھیں جنہیں دور کرنا آسان نہ تھا،اپنے اپنے آباءو اجداد پر فخر ومباہات اور عصبیت ان نفرتوں کو اور ہوا دے رہی تھی،اسی کا نتیجہ تھا کہ معمولی بات پر چھڑنے والی جنگوں کا سلسلہ سالہا سال تک نسل درنسل چلتا رہتا تھا،معاشرے کے اس بکھرے شیرازہ کو متحد کرنا اور انہیں ایک جھنڈے تلے جمع کرنا کوئی آسان کام نہ تھا،ایسے حالات میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلامی کا کام شروع کیا تو ایک کھلا چیلنج تھا لیکن اللہ کا فضل شامل حال رہا اور آپ نے نہ صرف ان حالات پر قابو پالیا بلکہ آپ کی مبارک کوششوں کے نتیجہ میں تیس سال کے عرصہ میں محبت واخوت اور الفت وہمدردی شعار ایسا معاشرہ وجود میں آگیا جس کی مانند کوئی معاشرہ آسمان کے نیچے اور روئے زمین پر نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا گیا تھا اور نہ اس کے بعد دیکھا جاسکا،ان پرآشوب حالات میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی۔آپ بشیر ونذیر بن کر آئے۔اللہ کی جانب لوگوں کو بلایا،اپنی حیات کی روشن مثال پیش فرمائی،آپ آخری نبی تھے،آسمانی شریعتوں کی عمارت کے لئے آخری اینٹ تھے،اور ساری دنیا کے لئے سراپا رحمت،اسی رحمت کی جانب اشارہ کیا گیا ہے:وما ارسلتک الارحمة للعالمين.(انبیاء:107) اور ہم نے تم کو دنیا والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔یہ رحمت نبوی کسی مخصوص میدان یا کسی خاص مخلوق تک محدود نہ تھی بلکہ سارے عالم کے لئے رحمت تھی،رحمت کے اس عمومی اور وسیع دائرہ میں اسلامی اتحاد ویکجہتی کا مفہوم بھی شامل ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں ایک نمایاں عنوان کی حیثیت رکھتا ہے۔اتحاد اسلامی جناب رسول کریم علیہ السلام کی پوری زندگی میں جلوہ گر نظر آتا ہے۔مکی زندگی ہو یا سوئے مدینہ ہجرت ہو،صحابہ کرام کے درمیان مواخات ہو،یا اپنے اقوال وافعال کے ذریعہ اس کی تاکید کی مثالیں ہو،اتحاد کی راہ میں رکاوٹ بننے والی عصبیت اور فخر ومباہات کا خاتمہ کرتے ہوئے آپ نے اعلان فرمایا:اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی نخوت اور آباءواجداد کے فخر کو تم سے دور کردیا ہے، اب یا تو صاحب تقویٰ مومن ہے یا بد بخت وفاجر،سارے لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے ہیں۔(ترمذی) ہر سال حج کے موقع پر،عیدین اور جمعہ کی نمازوں اور روز وشب کی پانچوں نمازوں میں دیگر مقاصد کے ساتھ ایک جانب اسلامی اتحاد کی تصویر جلوہ گر ہوتی ہے اور دوسری طرف مومن بندوں کی اس بابت تربیت ہوتی ہے کہ وہ زندگی کے دوسرے میدانوں میں بھی اس اتحاد کی مثالیں قائم کریں،ان باتوں سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلامی اتحاد کی کیا اہمیت ہے۔بعثت نبوی کے مقاصد میں اور حیات نبوی اور صحابہ کرام کی زندگیوں میں وہ کس قدر جلوہ گر ہے۔

**قرآن کریم میں اتحاد کا تصور:** قرآن کریم کی متعدد آیات میں اتحاد کی تاکید کی گئی ہے اور اختلاف وانتشار سے باز رہنے کی سخت ترین ہدایت دی گئی ہے۔رب کائنات نے کہا: إن هذه امتكم امة واحدة وانا ربكم فاعبدون، (الانبیاء: 93) ''یہ تمہاری امت حقیقت میں ایک ہی امت ہے، اور میں تمہارا رب ہوں پس تم میری عبادت کرو''۔قرآن بتاتا ہے کہ سارے لوگ دراصل ایک ہی امت تھے لیکن پھر وہ علیحدہ علیحدہ ہوگئے:وما كان الناس الا أمة واحدة فاختلفوا (یونس:19) ''ابتداء سارے انسان ایک ہی امت تھے بعد میں انھوں نے مختلف عقیدے اور مسلک بنالئے''۔تمام مسلمانو کو حکم دیا گیا کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہیں اور باہمی اختلاف کے شکار نہ ہوں۔واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا (آل عمران:103) سب ملکر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑلو اور تفرقہ نہ ڈالو۔اللہ تعالی لوگوں پر اپنی نعمت کا ذکر تے ہیں کہ تم باہم ایک دوسرے کے دشمن تھے اور تمہارے دلوں میں جوڑ ممکن نہیں تھا،لیکن اللہ نے تم پر احسان فرمایا اور اسی کے فضل سے تم سب آپس میں بھائی بھائی ہوگئے۔''اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے۔تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دل جوڑ دیئے۔اور اس کے فضل سے تم بھائی بھائی بن گئے''۔(آل عمران:103)، اختلاف وانتشار سے ڈراتے ہوئے اس کے خطرناک نتائج کی خبر دی گئی ہے:ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم واصبروا ان الله مع الصابرين (الانفال:46) ''آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہوجائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی''۔قرآن کریم سارے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی تصور کرتا ہے اور ذاتی اختلاف کی اصلاح کا حکم دیتا ہے:۔انما المومنون اخوة فأصلحوا بين اخويكم (حجرات:10) ''مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں،لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست کرو''اسی طرح مؤمنوں کی راہ چھوڑ کر دوسری راہ پر چلنے سے روکتا ہے اور اس کے سنگین نتائج کی دھمکی دیتا ہے:''جو شخص رسول کی مخالفت پر کمر بستہ ہو اور اہل ایمان کی روش کے سوا کسی اور روشش پر چلے دراں حالیکہ راہ راست واضح ہوچکی ہو،تو اس کو ہم اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا۔اور اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین جائے قرار ہے''۔ان آیات کی روشنی میں اسلامی اتحاد کا جو تصور سامنے آتا ہے اس کے درج ذیل نکات ہیں:(۱)اتحاد مسلمانوں پر اللہ کی نعمت ہے،اس نعمت کی قدر ضروری ہے۔(۲)سارے مسلمان ایک امت ہیں۔(۳) سارے مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔(۴) تمام مسلمانوں کو باہمی اتحاد اور عدم اختلاف کا حکم دیا گیا ہے۔(۵) اختلاف کو ناکامی کا سبب اور بے وزنی کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔(۶)راہِ مومنین کے علاوہ پر چلنے سے روکا گیا ہے۔

**حدیث نبوی میں اتحاد کا تصور:** احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو اتحاد ویکجہتی کا تصور بالکل واضح طور پر نظر آتا ہے۔فرمایا گیا کہ ''سارے مسلمان ایک جسم کے مانند ہیں،خوشی اور غم میں ایک دوسرے کے شریک اور ایک دوسرے سے اثر پذیر ہوتے ہیں''۔ترى المومنين فى تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد اذا اشتكى عضو تداعى له سائرا الجسد بالسحر والحمى (متفق علیہ) ''تم مؤمنین کو ایک دوسرے پر رحم کرنے،ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسرے پر شفقت کرنے میں ایک جسم کی مانند پاؤ گے کہ جس کا ایک عضو تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو بے خوابی اور بخار میں سارا جسم اس کے شریک ہوتا ہے''۔ہر مومن ایک اینٹ ہے،اور سارے مومنین باہم مل کر ایک ایسی مضبوط دیوار بن جاتے ہیں جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوطی پہونچاتا ہے۔المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا (متفق علیہ) ''ایک مومن دوسرے کے پریوار کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے''۔ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی اور سارے مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا گیا ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو تمام مسلمانوں کے درمیان مواخات قائم فرمائی جو اسی اتحاد کی اہمیت کی دلیل تھی۔اسلام میں اتحاد کوئی معمولی اہمیت کی حامل نہیں ہے،اتحاد کو توڑنے والے شخص کے سلسلہ میں سخت ہدایت دی گئی ہے۔ارشاد ہے:من فارق الجماعة شبرا فقدمات ميتة جاهلية (مسلم) ''جو شخص بالشت بھر بھی جماعت سے علیحدگی اختیار کرے اس کی موت جاہلیت کی موت ہے''۔عصبیت کی دہائی دینے والے کو طریقہ نبوی سے خارج قرار دیا گیا ہے۔ارشاد ہے:ليس منا من دعا إلى عصبية، وليس منا من مات على عصبية (ابوداؤد) ''جو عصبیت کی دہائی دے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو عصبیت کی دعوت دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(ابوداؤد) عصبیت کی حقیقت کیا ہے؟جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:ان تعين قومک على الظلم (رواہ ابوداؤد) ''یہ کہ ظلم پر تم اپنی قوم کی مدد کرو''۔کسی دنیادی سبب کی وجہ سے کسی کو کسی پر فوقیت حاصل نہ ہونے کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:''اے لوگو سن لو!تمہارا پروردگار ایک ہے،تمہارے والد ایک ہیں،خبردار: کسی عربی کو کسی عجمی پر اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر،نہ کسی گورے کو کالے پر اور نہ کسی کالے کو گورے پر تقویٰ کے علاوہ کسی اور وجہ سے کوئی برتری حاصل ہے''۔(مسند احمد) اور جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے نکل جائے اس کے لئے کس قدر سخت عذاب کی دھمکی دی گئی ہے۔حضور کا ارشاد ہے:يد الله مع الجماعة، ومن شذ فى النار (رواہ الترمذی) ''اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔اور جس نے تنہائی اختیار کی اس نے جہنم کی راہ لی (ترمذی)

مندرجہ بالا احادیث اور ہدایات سے درج ذیل نکات سامنے آتی ہیں:(۱) تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔(۲) مسلمان ایک دوسرے کو مضبوطی پہونچاتے ہیں اور سب مل کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند ہیں۔(۳) مسلمانوں کی زندگی میں مواخات ہوتی ہے۔(۴) اجتماعیت سے علیحدگی اور اجتماعیت کے خلاف بغاوت پر تنبیہ کی گئی ہے۔(۵) اجتماعی شیرازہ کو بکھیرنے والے کی سزا سخت ترین رکھی گئی ہے۔(۶) عصبیت کی دہائی دینے والا طریقہ نبوی سے خارج ہے۔(۷) تمام مسلمان برابر ہیں کسی کو کسی پر تقویٰ کے علاوہ کسی اور وجہ سے برتری حاصل نہیں ہے۔

**موجودہ دور میں اتحاد کی اہمیت:** دور حاضر میں بھانت بھانت کے مذموم اختلاف وانتشار زندگی کے ہر میدان میں اور سطح پر پیدا ہوگئے ہیں۔اختلاف وانتشار کی موجودہ شکلیں پچھلے کسی بھی دور کے مقابلہ میں انتہائی سخت نوعیت کے حامل ہوچکے ہیں،اور اگر ہم یہ کہیں تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا!کہ مسلم معاشرہ کا سب سے نمایاں امتیاز اس وقت ان کا اختلاف وانتشار ہی ہے۔دنیا کے نقشہ پر اسلامی ممالک کی ایک طویل فہرست موجود ہے،ایسے بھی ممالک ہیں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اور بعض ممالک میں حقیقتاً اکثریت میں ہیں لیکن سرکاری اعداد وشمار کے لحاظ سے اقلیت میں ہیں لیکن عالمی پیمانہ پر ان ممالک کا کوئی وزن اور حیثیت نہیں ہے۔اور مسلمان سیلاب کے جھاگ کے مانند ہیں۔ان کے پاس نعرے تو ہیں لیکن حقیقت سے دور،ان کی بازگشت صدا بصحرا ثابت ہوتی ہے۔ان کے فیصلوں کا نفاذ نہیں ہے۔ان کے ارادے ناپختہ اور ہمتیں پست ہیں۔ان کے عزائم وحوصلے کاغذی ہیں عملی نہیں۔ مقام افسوس ہے کہ 57؍اسلامی ممالک جو قسم قسم کی مادی معنوی اور افرادی نعمتوں سے بہرور ہیں لیکن وہ کھلونے کے مانند ہیں جن سے دشمن کھلواڑ کرتے ہیں۔دشمن ان کے تقدس کو پامال کررہا ہے اور ان کے مقدس مقامات کو اپنے گندے قدموں سے روندرہا ہے، تعجب خیز بات یہ ہے کہ دشمن اپنے مقاصد کی تکمیل اور ارادوں کو تھوپنے کے لئے ان کا مسلمانوں ہی کو آلہ کار بنارہا ہے اور یہ آلہ کار مسلمان پھر دشمن کے سامنے دست بستہ انعام کی طلب میں حاضر ہوتے ہیں،لیکن بجائے انعام کے مزید عتاب کا تحفہ لے کر لوٹتے ہیں۔

موجودہ حالات پر روشنی ڈالنے کی قطعی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ہے پوشیدہ سے پوشیدہ حقائق بھی آج واشگاف ہوچکے ہیں۔وحدت واجتماعیت کی ساری تعلیمات اب صرف کتابوں کا دفینہ بن چکی ہیں،اور اختلاف وانتشار مسلمانوں کی زندگی کا شعار بن چکا ہے۔وحدت کا فقدان ہی وہ بنیادی سبب ہے جس کے نتیجہ میں آج مسلمانوں کا خون مسلسل بہایا جارہا ہے۔مزید برآں یہ کہ ان کی عزت وناموس پر حملے کئے جارہے ہیں۔اور ان کے مقدس مقامات کو روندا جارہا ہے۔ان کی شناخت کو مٹایا جارہا ہے۔ان کی اراضی پر قبضہ کیا جارہا ہے،اور ان کی تہذیب و ثقافت اور اخلاقیات پر زبردست حملے ہورہے ہیں یہ المناک اور خونچکا واقعات ہم پر تھوپے نہیں گئے ہیں کہ ہمارے ہاتھ پابہ زنجیر ہوں،اور ہمارے ارادوں کی وقعت نہ رہ گئی ہو،اصلی وجہ یہ ہے کہ ہمارے دلوں میں حدیث نبوی کے الفاظ میں وھن پیدا ہوگیا ہے۔اسی وھن سے چوکنا کرتے ہوئے حضور پاک نے فرمایا تھا:''قریب ہے کہ تم پر امتیں اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح بھوکے پیاسے لوگ کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں کسی نے پوچھا: کیا ہم اس دن تعداد کے اعتبار سے کم ہوں گے؟ حضور نے فرمایا تم اس دن کثرت میں ہوگے لیکن سیلاب کی جھاگ کے مانند ہوگے،اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہارا رعب ودبدبہ نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں وھن داخل کردے گا۔ایک شخص نے دریافت کیا!اے اللہ کے رسول: وھن کیا چیز ہے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: دنیا سے محبت اور موت سے نفرت (رواہ ابوداود فی کتاب الملاحم)

کیا ہمارے دلوں کے اندر دنیا کی محبت اور موت سے نفرت گھر نہیں کرگئی ہے۔بلند ہمتیں پست ہوچکی ہیں۔طاقتور عزائم ہمارے اندر سے مفقود ہوچکے ہیں۔چنانچہ اس کے نتائج سامنے ہیں۔اسلامی اتحاد اور وحدت امت کا قیام بہت سہل اور آسان تھا۔ہمارے درمیان ایسی مشترکہ بنیادیں اور قدریں ہیں جن پر ہم پوری امت متحد ہوسکتے ہیں۔

**قیام اجتماعیت کیلئے مشترک بنیادیں:** چند بنیادیں ایسی ہیں جن پر سارے عالم کے مسلمان ایک ایسا اتحاد سامنے لا سکتے ہیں جو آج مقصود ومطلوب ہے اور جس کے بعد ہمیں توقع ہے کہ مسلمانوں کو پہونچنے والے نقصانات کم ہو جائیں گے،اور عالمی پیمانہ پر ان کا وزن قائم ہوگا (بقیہ صفحہ:۱۱ر پر)

Scanned with CamScanner

# اسلام میں گود لینے کا مسئلہ

مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی

اسلام میں نکاح، طلاق اور وراثت کے قوانین پر نظر ڈالی جائے تو اس کے لیے اس کے اپنے مستقل ضابطے اور اس کی اپنی حدود ہیں، مثلاً نکاح کن لوگوں سے کن رشتوں میں ہوسکتا ہے، کن میں نہیں ہوسکتا..... اسی طرح طلاق کا معاملہ ہے کہ طلاق کے بعد عورت کس سے نکاح کرسکتی ہے، کس سے نہیں..... اسی طرح اسلام میں وراثت کا قانون خون کے حقیقی رشتوں کی بنیاد پر حصے مقرر کرتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ اسلامی معاشرت کا ایک اخلاقی معیار ہے۔ جن رشتوں میں یہ ضروری ہے کہ عورت اور مرد، لڑکا اور لڑکی ایک ساتھ رہیں، ایک ساتھ پلیں بڑھیں، ایک ساتھ زندگی گذاریں۔ ان رشتوں میں اسلام نے ایسا ذہنی تقدس پیدا کردیا ہے کہ کسی برے خیال کا ان کے درمیان گذر نہ ہوسکے، مثلاً بہن کا رشتہ، باپ بیٹی کا رشتہ، ماں اور اولاد کا رشتہ؛ تاکہ ان رشتوں میں خلا ملا ہونے کے باوجود کوئی غلط نتیجہ سامنے نہ آسکے، منھ بولے رشتے میں خواہ کتنا ہی تقدس پیدا کردیا جائے، مصنوعی رشتوں کے رسمی تقدس پر بھروسہ کرکے اسلامی معاشرے کو گدلا نہیں کیا جاسکتا۔

**عرب کا دستور**: اسلام سے پہلے عرب کا دستور یہ تھا کہ یہ لوگ جس بچے کو گود لے کر متبنّیٰ بنالیتے تھے اس کو حقیقی اولاد کی طرح سمجھتے تھے، اسے وراثت ملتی تھی، منھ بولی ماں اور منھ بولی بہنیں اس سے وہی خلا ملا رکھتی تھیں جو حقیقی بیٹے اور بھائی سے رکھا جاتا ہے۔

منھ بولے باپ کی بیٹیوں کا اور اس کے مرجانے کے بعد اس کی بیوہ کا نکاح اسی طرح ناجائز سمجھا جاتا تھا، جس طرح سگی بہن اور حقیقی ماں کے ساتھ کسی کا نکاح حرام ہوتا ہے۔ اور یہی معاملہ اس صورت میں بھی کیا جاتا تھا جب منھ بولا بیٹا مرجائے یا اپنی بیوی کو طلاق دیدے، منھ بولے باپ کے لیے وہ عورت سگی بہو کی طرح ہوتی تھی۔

**حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منھ بولے بیٹے زیدؓ**: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا تو حضرت خدیجہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے ایک پندرہ سالہ غلام زید بن حارثہؓ کو پیش کیا۔ زیدؓ یمن کے قبیلے بنو قضاعہ کے سردار حارثہ بن شراحیل کے لختِ جگر تھے۔ آٹھ سال کی عمر میں ڈاکوؤں کے ہاتھ لگ گئے تھے۔ زید کی والدہ سُعدیٰ بنتِ ثعلبہ قبیلہ طے کی شاخ بنی مَعن سے تھیں۔ یہ اپنی والدہ کے ساتھ ننیہال گئے، وہاں سفر میں ان کے پڑاؤ پر قین بن جسر کے لوگوں نے حملہ کیا، پکڑے جانے والوں میں نوعمر زید بھی تھے، ان لوگوں نے طائف کے قریب عُکاظ کے قبیلے میں ان کو بیچ دیا۔ خریدار تھے حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے حکیم بن حزامہ۔ انھوں نے زید کو اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کی نظر کردیا۔ حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ کو حضرت خدیجہؓ کے یہاں دیکھا اور ان کی عادات واطوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضرت خدیجہؓ سے مانگ لیا اور حضرت خدیجہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیا۔

کافی دنوں کے بعد زید کے گھر والوں کو پتہ لگا کہ زید مکے میں ہیں، تو ان کے والد حارثہ بن شراحیل اور ان کے ساتھ زید کے چچا تلاش کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے اور عرض کیا کہ آپ جو فدیہ چاہیں ہم دینے کو تیار ہیں، ہمارا بچہ آپ ہمیں دے دیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں لڑکے کو بلاتا ہوں اور اس کی مرضی پر چھوڑے رہتا ہوں اگر وہ آپ کے پاس جانا چاہے گا تو میں کوئی فدیہ نہ لوں گا اور آپ کا بچہ آپ کے حوالے کردوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو بلایا اور ان سے کہا: ان دونوں صاحبوں کو جانتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا: جی ہاں! یہ میرے والد ہیں اور یہ میرے چچا ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ لوگ تمھیں لینے آئے ہیں، اگر تم جانا چاہو تو ان کے ساتھ جاسکتے ہو، میری طرف سے تمھیں اجازت ہے۔ زید نے جواب دیا: میں آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا، والد اور چچا حیران ہوگئے اور کہا زیدؓ کیا تو آزادی پر غلامی کو ترجیح دیتا ہے، اور اپنے ماں باپ اور خاندان کو چھوڑ کر غیروں کے پاس رہنا چاہتا ہے؟ زیدؓ نے جواب دیا: میں نے ان میں جو اوصاف دیکھے ہیں، اس کے بعد میں دنیا میں کسی کو بھی ان پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ زیدؓ کا یہ جواب سن کر باپ اور چچا بہ خوشی راضی ہوگئے کہ زید کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے دیں، جب وہ مایوس ہوکر لوٹنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ اور ان کے والدین کو حرم میں لے جاکر قریش کے عام مجمع میں اعلان فرمایا کہ: میں زید کو آزاد کرتا ہوں آپ سب لوگ گواہ رہیں کہ آج سے زید میرا بیٹا ہے، اسی بنا پر لوگ ان کو زید بن محمد کہنے لگے..... یہ سب واقعات نبوت سے پہلے کے ہیں۔

**حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم منصب نبوت پر**: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم منصبِ نبوت پر سرفراز ہوئے تو چار ہستیاں ایسی تھیں، جنھوں نے کسی تردد کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ نبوت سنتے ہی آپ کو اللہ کا سچا رسول تسلیم کرلیا۔ ایک حضرت خدیجہؓ، دوسرے حضرت زیدؓ، تیسرے حضرت علیؓ اور چوتھے حضرت ابوبکرؓ۔

اس وقت حضرت زیدؓ کی عمر تیس سال تھی اور ان کو حضور کی خدمت میں رہتے ہوئے پندرہ سال گزر چکے تھے۔

ہجرت مدینہ کے بعد ۴ ہجری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ کے لیے حضرت زینبؓ کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت زینبؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اُمیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت زینبؓ اور ان کے رشتہ داروں نے اس رشتے کو نامنظور کردیا۔ ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام دیا تو حضرت زینبؓ نے کہا: اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ نَسَباً (میں اس سے نسب میں بہتر ہوں)۔

ابن سعدؒ کا بیان ہے کہ حضرت زینبؓ نے جواب میں یہ بھی کہا تھا کہ: لاَ اَرْضَاهُ لِنَفْسِىْ وَاَنَا اَيِّمُ قُرَيْشٍ (میں اسے اپنے لیے پسند نہیں کرتی، میں قریش کی شریف زادی ہوں)۔ حضرت زیدؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے، ان لوگوں کو یہ بات سخت ناگوار تھی کہ اتنے اونچے گھرانے کی لڑکی اور وہ بھی کوئی غیر نہیں؛ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی پھوپی زاد بہن اور اس کا پیغام آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آزاد کردہ غلام کے لیے دے رہے ہیں، مگر اسلام غلام اور آزاد کو ایک صف میں کھڑا کرنا چاہتا تھا، اس پر قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی کہ: ''وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلاَ مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ، وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً مُّبِيْنًا'' (سورۂ احزاب: ۶۳) ''کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی معاملے کا فیصلہ کردے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔''

اللہ کے اس حکم کو سنتے ہی حضرت زینبؓ اور ان کے سب خاندان والوں نے بلا تامل سر اطاعت خم کردیا۔ اس کے بعد نبی نے ان کا نکاح پڑھایا اور خود حضرت زیدؓ کی طرف سے دس دینار اور ساٹھ درہم مہر ادا کیا اور گھر بسانے کے لیے ان کو ضروری سامان عنایت فرمایا، حضرت زینبؓ نے اگرچہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مان کر زیدؓ کے نکاح میں جانا قبول کرلیا تھا؛ لیکن وہ اپنے دل سے اس احساس کو کسی طرح نہ مٹا سکیں کہ زیدؓ ایک آزاد کردہ غلام ہیں، ان کے اپنے خاندان کے پروردہ ہیں۔ اس احساس کی وجہ سے زیدؓ سے ان کے ازدواجی تعلقات کبھی خوشگوار نہ ہوسکے۔ ایک سال سے کچھ ہی زیادہ مدت گذری تھی کہ نوبت طلاق تک پہنچ گئی۔

**اسلامی قانون - قدم بہ قدم**: اسلام کا طریقہ ہے کہ: وہ جلد بازی میں کوئی قانونی آرڈی نینس جاری نہیں کرتا؛ بلکہ پہلے ذہن وفکر کو آمادہ کرتا ہے اور زمین کی تیاری کے بعد ہی تخم ریزی کرتا ہے۔

پہلا کام خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے شروع ہوا کہ بچوں کو ان کے حقیقی باپوں کے نام سے پکارا جائے، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منھ بولے فرزند کو زیدؓ بن محمد سے زید بن حارثہ کہا جانے لگا۔ قرآن مجید میں ہے: اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ'' (سورۂ احزاب: ۵) منھ بولے بیٹوں کو ان کے باپ کی نسبت سے پکارو! یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ بات ہے۔

بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ اِدَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ. ''جس نے اپنے آپ کو باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا کہا دراں حالیکہ وہ جانتا ہو کہ وہ شخص اس کا باپ نہیں ہے اس پر جنت حرام ہے۔''

اس مصنوعی نسبت کو بول چال میں بھی ختم کردینے سے ذہن بدلنے لگے۔ اس بات کی تشریح کردی گئی کہ کسی کو پیار سے یا اخلاقاً بیٹا کہہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے؛ لیکن اس کو باقاعدہ بیٹا بنالینا اور مصنوعی رشتے کو حقیقی رشتے کی جگہ دینا غلط ہے۔ بیٹوں یا بیٹیوں جیسا حسنِ سلوک کرنا اور قانونی طور پر اس کو حقیقی رشتے کی جگہ دینا اس میں فرق ہے، قرآن مجید میں ہے: وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَا اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا'' (احزاب: ۵) ''نادانستہ جو بات تم کہو اس کے لیے تم پر کوئی گرفت نہیں ہے؛ لیکن اس بات پر ضرور گرفت ہے جس کا تم دل سے ارادہ کرو، اللہ درگذر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

اس طرح ہلکی سی ضرب اس رسم پر لگادی گئی اور ذہنوں کو تیار کردیا گیا۔ اب اس کو جڑ سے اکھاڑنے کی عملی ابتدا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرائی گئی۔

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ رسمِ جاہلیت کا خاتمہ**: اسی زمانے میں جب حضرت زیدؓ اور زینبؓ کے درمیان تلخی بڑھتی چلی جارہی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اشارہ ہوچکا تھا کہ زیدؓ جب اپنی بیوی کو طلاق دے دیں تو ان کی مطلقہ بیوی سے آپ کو نکاح کرنا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ عرب کی سوسائٹی میں منھ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

**ایک مشکل کام**: اسلام کے خلاف ہنگامہ اٹھانے کے لیے منافقین اور یہود ومشرکین کو جو پہلے ہی بھرے بیٹھے ہیں ایک زبردست شوشہ ہاتھ آجائے گا۔ اس نام پر جب حضرت زیدؓ نے بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ: اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو طلاق نہ دو۔ آپ کا منشا یہ تھا کہ یہ شخص طلاق نہ دے تو مجھے نکاح کی نوبت نہیں آئے گی، ورنہ اس کے طلاق دینے کی صورت میں مجھے حکم کی تعمیل کرنی ہوگی اور مجھ پر وہ کیچڑ اچھالی جائے گی کہ پناہ بہ خدا؛ مگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اولوالعزمی کے اعلیٰ مرتبے پر دیکھنا چاہتا تھا اور ایک بڑی مصلحت کی خاطر آپ سے یہ کام لینا چاہتا تھا۔ قرآن مجید میں ہے: ''اے نبی! یاد کرو وہ مواقع جب تم اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ تعالیٰ نے اور تم نے احسان کیا تھا کہ اپنی بیوی کو نہ چھوڑو اور اللہ سے ڈرو۔ اس وقت تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ کھولنا چاہتا تھا۔ تم لوگوں سے ڈر رہے تھے؛ حالانکہ اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔''

آخر نوبت طلاق تک آگئی اور عدت پوری ہونے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے حضرت زینبؓ سے نکاح کیا، لوگ منھ بولے رشتوں کے معاملے میں محض جذباتی بنیادوں پر جس قسم کے نازک اور گہرے تصورات رکھتے تھے وہ اس وقت تک ہرگز نہ مٹ سکتے تھے جب تک آپ خود آگے بڑھ کر اس رسم کو نہ توڑ دیں، قرآن مجید میں ہے: ''جب زید اس سے اپنی حاجت پوری کرچکے (یعنی عدت پوری ہوگئی) تو ہم نے اس (مطلقہ خاتون) کا نکاح تم سے کردیا؛ تاکہ مومنوں پر اپنے منھ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملہ میں کوئی تنگی نہ رہے؛ جب کہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کرچکے ہوں اور اللہ کا حکم تو عمل میں آنا ہی چاہیے تھا۔''

کہنے والوں کا ایک کہنا یہ تھا کہ: اچھا، زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ منھ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح جائز قرار دیا گیا ہے، یہ صرف جائز ہے، ضروری تو نہیں، پھر ایسا کرنا ضروری کیوں تھا؟ اس کا جواب قرآن مجید میں دیا گیا: '' مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ، وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ'' (احزاب: ۴۰) (لوگو!) محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں۔

ایک تو یہ کہ ان کے کوئی بیٹا نہیں ہے اس لیے ان کی بہو کہاں ہوئی؟ دوسرے یہ کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس حیثیت سے ان کی ذمہ داری ہے کہ جس حلال چیز کو تمہاری رسموں نے خوامخواہ حرام کر رکھا ہے اس کے بارے میں تمام تعصّبات کا خاتمہ کردیں اور اس کے حلال ہونے کے بارے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہنے دیں۔ تیسرے یہ کہ وہ خاتم النّبیین ہیں، ان کے بعد نہ کوئی رسول آنے والا ہے اور نہ کوئی نبی کہ اگر قانون اور معاشرے کی کوئی اصلاح ان کے زمانے میں نافذ ہونے سے رہ جائے تو بعد کا آنے والا نبی یہ کسر پوری کردے۔

اس طرح جاہلیت کے اس بت کو ایک کاری ضرب سے توڑ کر رکھ دیا گیا۔

قرآن وحدیث اور اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا کہ اسلام میں متبنّیٰ بنانا اور گود لینا اور دوسرے کے بچے کو گود لے کر اس کے ساتھ حقیقی اولاد کا معاملہ کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اور قیامت تک یہ رسم ختم ہوچکی ہے۔

گود لینا اکثر بے اولاد والدین کی اپنی خواہش ہوتی ہے یا پھر وہ لوگ گود لیتے ہیں، جن کے کوئی نرینہ اولاد نہیں ہوتی، اولاد ہونا نہ ہونا یا لڑکے کا نہ ہونا یہ سب اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں۔ دنیا میں انسان کی ساری خواہشیں نہ پوری ہوسکتی ہیں، نہ ہوسکیں گی۔ اسلام دینِ فطرت ہے اور گود لینا بہت سے اخلاقی، معاشرتی اور نفسیاتی مسائل پیدا کرتا ہے؛ اس لیے اسلام نے اس رسم کا دروازہ پورے طور پر بند کردیا ہے۔

Scanned with CamScanner

# اخبار جہاں

محمد اسعد اللہ قاسمی

## میری بیٹی خود کو غزہ میں ملکہ سمجھتی تھی، حماس کی قید سے رہا اسرائیلی خاتون کا خط

مقبوضہ فلسطین کی مزاحمتی تحریک حماس کے عسکری ونگ القسام بریگیڈز کی جانب سے رہا کی گئی اسرائیلی خاتون دنیال اوران کی بیٹی ایمیلیا کا خط سامنے آیا ہے، مغربی طاقتوں کی ایماء پر اسرائیل نے محصور غزہ پر بمباری کی اور یہ فضائی، بری اور بحری حملے 44 روز سے زائد جاری رہے، اسرائیلی حملوں میں 14 ہزار 500 سے زائد فلسطینی شہید ہوئے جن میں بچوں اور عورتوں کی تعداد زیادہ ہے، کئی روز کی بمباری کے بعد 3 روز قبل اسرائیل نے جنگ بندی کا اعلان کیا تھا اور آج اسرائیل اور حماس کے درمیان جنگ بندی کا آخری روز تھا؛ لیکن عارضی جنگ بندی میں مزید 2 دن کی توسیع کردی گئی ہے، اس دوران حماس نے اب تک 39 اسرائیلی شہریوں سمیت 58 یرغمالیوں کو رہا کیا ہے، جبکہ اسرائیل کی جانب سے 117 قیدی فلسطینی خواتین اور بچوں کو رہا کیا گیا، حماس کی جانب سے رہا کی گئی اسرائیلی ماں بیٹی کا شکریہ کا خط سامنے آیا ہے جس میں اسرائیلی یرغمالی خاتون دنیال نے دوران قید القسام بریگیڈز کے جنگجوؤں کے حسن سلوک کی تعریف کی ہے، عبرانی زبان میں تحریر خط میں خاتون نے لکھا کہ ''مجھے لگتا ہے کہ آنے والے دنوں میں ہم ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے؛ لیکن میں آپ سب کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے میری بیٹی کے ساتھ حسن سلوک اور محبت کا مظاہرہ کیا، اسرائیلی قیدی خاتون نے حماس کے لیے لکھا کہ آپ نے اس سے والدین کی طرح سلوک کیا، اسے اپنے کمروں میں بلاتے اور اسے یہ احساس دلایا کہ آپ سب اس کے صرف دوست نہیں؛ بلکہ محبت کرنے والے بھی ہیں، آپ کی شکرگزار ہوں اس سب کیلئے جب آپ گھنٹوں ہماری دیکھ بھال کرتے، خط کے متن کے مطابق صبر کرنے اور ساتھ ساتھ مٹھائیوں، پھلوں اور جو کچھ بھی میسر تھا اس سے ہمیں نوازنے کیلئے شکریہ، بھلے وہ دستیاب نہ بھی ہوں، بچے قید میں رہنا پسند نہیں کرتے؛ لیکن آپ اور دوسرے ملنے والے اچھے لوگوں کا شکریہ (ایجنسی)

## ملائیشیا انڈین اور چینی شہریوں کو اپنے ملک میں ویزے کے بغیر داخلے کی سہولت دے گا

ملائیشیا انڈین اور چینی شہریوں کو یکم دسمبر سے اپنے ملک میں ویزے کے بغیر داخلے کی سہولت دے گا، خبر رساں ادارے روئٹرز کے مطابق ملائیشیا کے وزیر اعظم انوار ابراہیم نے یہ اعلان اتوار کو پیپلز جسٹس پارٹی کی کانگریس سے خطاب کے دوران کیا، انہوں نے کہا کہ ''ملائیشیا میں 30 دن تک قیام کرنے کے خواہشمند انڈین اور چینی شہریوں کو ویزہ فری انٹری کی سہولت دی جائے گی'' دوسری جانب پیر کو ملائیشیا کی وزارت داخلہ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ ''ویزے سے استثنیٰ کی سہولیات 31/دسمبر 2024 تک دستیاب رہیں گی، چین اور انڈیا بالترتیب ایسے چوتھے اور پانچویں نمبر کے ممالک ہیں جہاں سے سب سے زیادہ سیاح ملائیشیا جاتے ہیں (ایجنسی)

## ایلن مسک کی صہیونی وزیر اعظم سے ملاقات، نتین یاہو کی شکایت

اسرائیلی صدر نے ایلن مسک سے، جن کے سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر یہودیوں کی مخالفت پھیلانے کا الزام لگایا گیا ہے، کہا ہے کہ انہیں یہود مخالف مہم کے مقابلے میں ایک بڑا کردار ادا کرنا ہوگا، یہ ملاقات اس کے بعد ہوئی جب دنیا کے امیر ترین شخص، مسک نے سات اکتوبر کو حماس عسکریت پسندوں کے حملوں سے تباہ ہونے والی اسرائیل کی ایک زرعی کمیونٹی کا دورہ کیا اور وزیر اعظم بنجمن نیتن یاہو اور دفاع سے متعلق اسرائیلی عہدے داروں سے ملاقات کی، مسک پر اس بارے میں نکتہ چینی ہوتی رہی ہے کہ اکتوبر 2022 سے جب سے انہوں نے 'ایکس' کا کنٹرول سنبھالا ہے اس سوشل میڈیا پر نفرت پر مبنی مواد کا پھیلاؤ ہوا ہے، ایکس پر ایک ایسی سازشی تھیوری سے متفق ہونے کے بعد جس میں بظاہر یہودیوں پر سفید فام اکثریت کو کمزور کرنے کی کوشش کا الزام لگایا گیا تھا، وائٹ ہاؤس نے انہیں یہود مخالفت پھیلانے کے لیے مورد الزام ٹھہرایا تھا، اسرائیل کے صدر ہرزوگ نے کہا کہ آپ کو ایک بڑا کردار ادا کرنا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہمیں مل کر اس کا مقابلہ کرنا ہوگا؛ کیوں کہ آپ جن پلیٹ فارمز کی قیادت کرتے ہیں بدقسمتی سے وہاں یہود مخالف مواد بہت زیادہ ہے (ایجنسی)

## حماس-اسرائیل جنگ مستقل خاتمہ چاہیے، اسپین میں منعقدہ کانفرنس میں مطالبہ

اسرائیل اور حماس کی جنگ کے خاتمے کے سلسلے میں بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد اسپین کے دارالحکومت بارسلونا میں ہوا ہے، کانفرنس میں یورپ، مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ کے ممالک کے وفود شریک ہوئے، کانفرنس کی مشترکہ صدارت یورپی یونین کے خارجہ امور کے سربراہ جوزپ بوریل اور اردن کے وزیر خارجہ ایمن الصفدی نے کی، واضح رہے کہ اسرائیلی نمائندے نے اس کانفرنس میں شرکت نہیں کی ہے، میزبان ملک اسپین کے وزیر خارجہ جوز مینوئل البارس نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ فلسطینی اتھارٹی ہی مشرق وسطیٰ میں امن لانے کے لیے ممکنہ طور پر واحد قابل بھروسہ شراکت دار ہے، وزیر خارجہ اسپین نے کانفرنس کے آغاز سے پہلے سعودی وزیر خارجہ کے زیر قیادت آئے عرب اور اسلامی ملکوں کے وزرائے خارجہ کے وفد سے ملاقات کی ہے، عرب اور اسلامی ملکوں کے وزرائے خارجہ کا وفد پچھلے کئی دنوں سے مختلف اہم ملکوں کے دورے کر چکا ہے تاکہ غزہ میں جاری صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے متوجہ کر سکے، عرب و اسلامی وزرائے خارجہ کے اس مسلسل دورے کے حوالے سے پین پانچویں کڑی ہے (ایجنسی)

## ''ایکس'' فضلہ جات کا گٹر، میں اکاؤنٹ حذف کر رہی ہوں، پیرس کی میئر کا اعلان

پیرس کی میئر این ہدالگو نے ایلون مسک کے ملکیتی مائیکرو بلاگنگ پلیٹ فارم 'ایکس' (سابقہ ٹوئٹر) کا سوشل بائیکاٹ کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایکس عالمی فضلے کا گٹر ہے جو غلط استعمال اور گمراہ کن معلومات پھیلا کر ہماری جمہوریتوں کو تباہ کر رہا ہے۔ ایلون مسک نے 2022ء میں ٹویٹر پلیٹ فارم خریدنے سے پہلے اس کے ہزاروں ملازمین کو فارغ کر دیا تھا () ایجنسی

# تعلیم وروزگار

## 18 ماہ کا ڈی ایل ایڈ ڈپلومہ دو سالہ ڈپلومہ کے برابر نہیں: سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے منگل کو ایک اہم فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اوپن اسکولنگ (NIOS) سے 18 ماہ کا D.El.Ed ڈپلومہ کورس 2 سالہ ڈپلومہ کے برابر نہیں ہے، سپریم کورٹ نے کہا کہ تمام حقائق یہ ظاہر کرتے ہیں کہ NIOS سے 18 ماہ کے D.El.Ed ڈپلومہ کو اساتذہ کی بھرتی کی اہلیت کے طور پر نیشنل کونسل آف ٹیچر ایجوکیشن (NCTE) نے تسلیم نہیں کیا ہے، عدالت کے اس فیصلے کی وجہ سے NIOS کے 18 ماہ کے D.El.Ed ڈپلومہ ہولڈر نئے اساتذہ کی بھرتی کے عمل میں حصہ نہیں لے سکتے، جسٹس بی، آر گاوائی اور پرشانت کمار مشرا کی بنچ نے نینی تال ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف اتراکھنڈ حکومت اور جئے ویر سنگھ اور دیگر کے ذریعہ دائر خصوصی درخواست کو قبول کرتے ہوئے یہ فیصلہ دیا ہے، بنچ نے ہائی کورٹ کے اس فیصلے کو رد کردیا جس میں کہا گیا تھا کہ NIOS سے 18 ماہ کا D.El.Ed ڈپلومہ کورس 2 سالہ ڈپلومہ کے برابر ہے، سپریم کورٹ نے کہا کہ ہائی کورٹ کا یہ کہنا غلط ہے کہ دونوں ڈپلومے برابر ہیں، این سی ٹی ای کی جانب سے 23 اگست 2010 اور 29 جولائی 2011 کے نوٹیفکیشن کی جگہ اس سلسلے میں (18 ماہ کا ڈپلومہ کورس) کوئی نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا گیا ہے، جس میں اساتذہ کی تقرری کے لیے کم ازکم قابلیت کے طور پر کم ازکم 2 سالہ ڈپلومہ کو لازمی قرار دیا گیا تھا۔ قابل یہ تبصرہ کرتے ہوئے سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ منسوخ کردیا (ہندوستان)

## تعطیلات کے تنازعہ کے درمیان محکمہ نے دیا وضاحت

بہار کے سرکاری اسکولوں میں تعطیلات کو لے کر جاری تنازعہ کے درمیان اب محکمہ تعلیم نے وضاحت دی ہے، محکمہ کے مطابق عام اور اردو اسکولوں کے چھٹیوں کے کیلنڈر مختلف ہیں، عام اسکولوں میں ہندو تہواروں اور اردو اسکولوں میں عید اور بقرعید پر اضافی تعطیلات کا انتظام کیا گیا ہے، عام اسکولوں میں مہاشیوراتری، وسنت پنچمی، جنم اشٹمی، رام نوامی اور چترگپت پوجا پر اضافی پانچ چھٹیوں کا انتظام کیا گیا ہے، اس کے ساتھ ہی اردو اسکولوں میں عید اور بقرعید پر تین تین دن کی چھٹی کا انتظام ہے۔

## انجمن اسلامیہ رانچی اسٹڈی سینٹر میں IIT, NEET اور CLAT کی تیاری کا انتظام

انجمن اسلامیہ رانچی کے صدر مختار احمد نے ایک پریس ریلیز جاری کرتے ہوئے جانکاری دی ہے کہ مولانا آزاد اسٹڈی سینٹر، انجمن پلازہ رحمانیہ مسافر خانہ مین روڈ رانچی میں IIT, NEET اور CLAT کے لئے 40,40 امیدوار طلبہ کے لئے ''سپر 40'' کے تحت کوچنگ کا نظم کیا گیا ہے، اس TalentSeareh پروگرام کے لئے فارم جاری کیا جارہا ہے، خواہش مند امیدوار اور گارجین سے اپیل ہے کہ انجمن اسلامیہ رانچی کے اسٹیڈی سینٹر سے فارم حاصل کر کے جلد از جلد سینٹر کے دفتر میں جمع کریں۔ آگے مختار احمد نے یہ بھی جانکاری دی ہے کہ 22 NatioalMathematics Day دسمبر کے موقع پر 2023 AnjumanMathticsolYmpiad کا انعقاد کیا جارہا ہے، اس پروگرام میں کلاس 6 سے کلاس 9 تک کے بچے حصہ لے سکتے ہیں، پروگرام کے لئے فارم جاری کیا جارہا ہے۔ فارم بھرنے کی آخری تاریخ 16 دسمبر 2023 ہے، خواہش مند طلبہ وطالبات سے اپیل ہے کہ اس سنہرے موقع سے فائدہ اٹھائیں۔


## مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ (پارامیڈیکل)

امارت شرعیہ کیمپس، پھلواری شریف، پٹنہ

**داخلہ نوٹس**

جو طالب علم انٹر Physics, Chemistry, Biology اور English سے پاس شدہ ہیں ان کے لئے ایک سنہرا موقع ہے۔ وہ طالب علم پارامیڈیکل کے ڈپلومہ کورس میں داخلہ لے کر اپنا مستقبل بنا سکتے ہیں۔ پارامیڈیکل کے ڈپلومہ کورس کی منظوری محکمہ صحت بہار سرکار سے مستقل منظور شدہ ہے۔ پارامیڈیکل کے ڈپلومہ کورس میں چند سیٹیں دستیاب ہیں۔ خواہش مند طلبہ پارامیڈیکل کے دفتر سے مبلغ -/700 روپیہ جمع کر کے داخلہ فارم لے کر داخلہ کرا سکتے ہیں۔

**نوٹ:۔ درج ذیل موبائل نمبر پر داخلہ سے متعلق رابطہ کریں:**

8873771070,99053554331,9631529759,7250222587,9430236042,8340240873

مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی (نائب امیر شریعت)

سید نثار احمد (ایڈمنسٹریٹر)

ڈاکٹر فضیل احمد (پرنسپل)


Scanned with CamScanner

## ملی سرگرمیاں

مفتی محمد سہراب ندوی

# ہر گھر میں تعلیم کو عام کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے اس کی فکر سب کو کرنے کی ضرورت: حضرت امیر شریعت

شہر کے محلّہ بھدونی میں قائم دینی درسگاہ دارالعلوم رحمانیہ ملت کالونی کے زیراہتمام پولس چوک نوادہ میں دستار بندی حفاظ کرام و تعلیمی بیداری اجلاس عام 23 نومبر بعدنماز مغرب تا 11 بجے شب منعقد ہوا، تعلیمی بیداری جلاس عام میں حضرت امیر شریعت مفکر ملت پیر طریقت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے صدارتی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تعلیم ہر شخص کیلئے ضروری ہے علم کے بعد ہی انسان کے اندر فکر پیدا ہوتی ہے، ساری برائی کا خاتمہ علم کے ذریعہ کیا جاسکتا ہے علم سے دوری کی وجہ کر آج برائی عام ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ اچھا معاشرہ تشکیل دیں تو تعلم کیلئے فکرمند ہونا پڑے گا، ہم سب اس کی فکر کریں کہ ہمارا بچہ تعلیم سے آراستہ ہوجائے، یہی اصل سرمایہ ہے تعلیم کے بغیر انسان ادھورا ہے تعلیم یافتہ سماج ہی ترقیات کے منازل طے کرتا ہے۔ ہماری کوشش ہوکہ ہر بچہ مدرسہ ومکتب جائے، اس جانب خاص توجہ کی ضرورت ہے، علم سیکھنے میں عمر کا کوئی دخل نہیں، ہر صاحب ایمان پر دینی علوم کا سیکھنا فرض ہے حضرت مولانا شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نے فرمایا کہ قرآن کریم کی تعلیم اور حفاظ کرام پر محنت بہت اہم عبادت ہے، مدارس کے اساتذہ وملازمین ان بچوں کو بنانے میں اپنی نیندوں کو خراب کرتے ہیں اس کا انعام باری تعالیٰ ہی عنایت کریں گے، مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ نے فرمایا کہ ہم سب بہت مبارک تقریب میں شرکت کی سعادت حاصل کررہے ہیں، دینی تعلیم ہو یا دنیاوی تعلیم سماج کے اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے، مدارس کا احسان ہے کہ اس کے ذریعہ ملت کو مفت تعلیم کا نظام پیش کیا جاتا ہے ملت کے ہر فرد کو اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہئے، دارالعلوم رحمانیہ کے سرپرست حضرت مولانا قاری شعیب احمد صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ تقویٰ والی زندگی گذارنیکی کوشش کریں، صاحب نسبت بزرگ سے رابطہ مضبوط رکھیں اوران سے اپنی اصلاح کرانے کی کوشش کریں، روحانی تعلق بنانا اس وقت نہایت ضروری ہے اس پرفتن دور میں کب کیا ہوجائے کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے، مولانا مفتی شکیل احمد قاسمی شیخ ثانی دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ پٹنہ نے فرمایا کہ تعلیم کیساتھ تربیت نہایت ضروری ہے ہم کوشش کریں کہ بچوں کو تعلیم بھی دیں اور تربیت کی فکر کریں بغیر تربیت انسان ادھورا ہے جناب ڈاکٹر مولانا اعجاز احمد سابق چیئرمین مدرسہ بورڈ نے فرمایا میری حاضری اس ادارہ میں پہلی بار ہورہی ہے، دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اس کے تمام اساتذہ وذمہ داران مبارکباد کے مستحق ہیں اس وقت ہم سب حفاظ کرام کے اعزاز میں بیٹھے ہیں اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے جناب مولانا محمد نصیرالدین مظاہری صاحب معاون صدر تعلیمی مشاورتی کمیٹی امارت شرعیہ ضلع نوادہ نے کہا کہ امارت شرعیہ کی تحریک ہے کہ ہر شخص تعلیم یافتہ ہو اس کی کوشش کی جائے امیر شریعت مدظلہ کی خواہش ہے کہ ہر ضلع میں مضبوط تعلیمی نظام قائم کیا جائے کئی ضلع میں امارت پبلک اسکول کا قیام عمل میں آچکا ہے جہاں دین کے ساتھ دنیاوی تعلیم کا مضبوط نظام بنایا گیا ہے، ضلع نوادہ کے باشندگان کو چاہیئے کہ کوشش کریں کہ نوادہ میں بھی امارت پبلک اسکول کا قیام عمل میں آجائے، آج عہد کریں کہ ان شاء اللہ ہم سب ملکر کوشش کریں گے، اور نظام تعلیم کو مضبوط کریں گے ، اللہ تعالیٰ مشن میں کامیابی عنایت فرمائے آمین، اجلاس کی پہلی نشست کا آغاز جناب قاری شوکت علی مظاہری صاحب امام وخطیب مسجد عمر کماپوراور دوسری نشست کا آغاز قاری اسامہ مظاہری نائب امام مسجد امین پٹنہ کی تلاوت سے ہوا جب کہ نظامت کے فرائض جناب قاری مقصود احمد نعمانی صاحب امام وخطیب جامع مسجد انصانگر نے انجام دیا، مشہور شاعر جناب قاری احمد رحمانی کولکاتہ و جناب قاری اسلام الحق ہسوا وی نے نعت پیش کیا دارالعلوم رحمانیہ کے مہتمم جناب قاری شہادت حسین قاسمی نے خطبہ استقبالیہ اور نائب مہتمم دارالعلوم رحمانیہ جناب قاضی ضیاء الدین مظاہری نے اظہار تشکر پیش کیا۔

## استقبالیہ کلام

حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم امیر شریعت امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی سرزمین بورام، بیرول، دربھنگہ آمد پر استقبالیہ کلام

عظیم اک انجمن سجاؤ ہمارے حضرت امیر آئے
دل وجگر راہ میں بچھاؤ ہمارے حضرت امیر آئے

تھا ان کے والد کا خاص ناطہ زمین بورام سے ہمیشہ
دلوں میں شمع وفا جلاؤ ہمارے حضرت امیر آئے

یہاں کے لوگوں نے ہر زمانے میں حاضری خانقاہ میں دی
یہ بات ہر ایک سے بتاؤ ہمارے حضرت امیر آئے

تھی ان کے اجداد سے ہماری ہمیشہ روحانی، پاک نسبت
نہ ایسی نسبت کو تم بھلاؤ ہمارے حضرت امیر آئے

ولی کا پرتو انہیں ہے حاصل تبھی تو لرزاں ہیں اہل باطل
سرود و نغمہ خوشی کے گاؤ ہمارے حضرت امیر آئے

نگاہ میں ہے بسی بصیرت، چمک رہا رخ پہ نور رحمت
لو دیکھ کر تشنگی بجھاؤ ہمارے حضرت امیر آئے

امیر کی طاعتیں ہیں لازم، امیر مخدوم ہم ہیں خادم
امیر پر جان ودل لٹاؤ ہمارے حضرت امیر آئے

کسی بھی حالت میں ہاتھ سے پرچم امارت نہ چھوڑیں گے ہم
قسم یہ پیش امیر کھاؤ ہمارے حضرت امیر آئے

یہ اہل بورام کے لیے ہے قسم خدا کی بڑی سعادت
تم اس سعادت پہ مسکراؤ ہمارے حضرت امیر آئے

جب ان کے آنے کا مژدہ آیا خوشی کا کوئی نہ تھا ٹھکانہ
غموں سے کہہ دو کہ دور جاؤ ہمارے حضرت امیر آئے

دعا ہے اتنی کہ آپ کا اس دیار میں بارہا ہو آنا
خدا سے حیدرؔ یہ لو لگاؤ ہمارے حضرت امیر آئے

اشتیاق حیدر قاسمی بسنتی پوری
خادم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

## بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے مختلف مقامات پر دارالقضاء کا قیام

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنی زندگی اسلامی تعلیمات کے سانچہ میں ڈھالیں اور اپنے معاملات بالخصوص نکاح، طلاق، وراثت، عورتوں کے حقوق ودیگر خاندانی ومعاشرتی مسائل کا تصفیہ شریعت اسلامی کے مطابق کرائیں اسی دینی تقاضہ کے پیش نظر امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا قیام عمل میں آیا اور دارالقضاء کا نظام قائم کیا گیا، اس سلسلہ میں **مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ، سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر، سرپرست رحمانی تھرٹی، سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی صدارت** اور مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ کی نگرانی میں، بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے مندرجہ ذیل مختلف مقامات پر دارالقضاء کا قیام عمل میں آئے گا اور شہر بوکارو میں دفتر دارالقضاء کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا جائے گا۔

تمام مسلمانوں سے عموماً، نیز علاقہ کے علماء، ائمہ، دانشوران، حضرات نقباء اور عوام وخواص سے خصوصاً گذارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک اجلاس ہوکر علماء کرام کے خطاب سے فائدہ اٹھائیں اور نظام قضاء کو استحکام بخشیں۔

### پروگرام کی تفصیل

| | | |
|---|---|---|
| (۱) | اجلاس قیام دارالقضاء مدرسہ فیض الرشید سیسئی ضلع گملا، جھارکھنڈ | ۴ر دسمبر ۲۰۲۳ء روز سوموار، بعد نماز مغرب |
| (۲) | اجلاس سنگ بنیاد دفتر دارالقضاء سیونڈیہہ، ضلع بوکارو، جھارکھنڈ | ۵ر دسمبر ۲۰۲۳ء روز منگل، بعد نماز مغرب |
| (۳) | اجلاس قیام دارالقضاء دارالعلوم نعمانیہ شیشہ گاچھی، ضلع کشن گنج، بہار | ۱۰ر دسمبر ۲۰۲۳ء روز اتوار، بعد نماز مغرب |
| (۴) | اجلاس قیام دارالقضاء مدرسہ تعلیم الاسلام بکھڈا، ضلع بیگوسرائے، بہار | ۱۲ر دسمبر ۲۰۲۳ء روز منگل، ۱۰ر بجے دن |
| (۵) | اجلاس قیام دارالقضاء خضرپور کولکاتا، مغربی بنگال | ۲۳ر دسمبر ۲۰۲۳ء روز سنیچر، بعد نماز مغرب |
| (۶) | اجلاس قیام دارالقضاء مدرسہ اشرف العلوم شالوک پاڑہ، ضلع ہاوڑہ، مغربی بنگال | ۲۴ر دسمبر ۲۰۲۳ء روز اتوار، ۱۰ر بجے دن |
| (۷) | اجلاس قیام دارالقضاء مدرسہ عربیہ حنفیہ قاسم العلوم تیلنی پاڑہ، ضلع ہگلی، مغربی بنگال | ۲۵ر دسمبر ۲۰۲۳ء روز سوموار، ۹ر بجے صبح |
| (۸) | اجلاس قیام دارالقضاء دارالعلوم صدیقیہ صدیق نگر، سلی گوڑی، ضلع دارجلنگ، مغربی بنگال | ۸ر جنوری ۲۰۲۴ء روز سوموار، ۱۰ر بجے دن |

**محمد انظار عالم قاسمی**

قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ، پھلواری شریف، پٹنہ

## اہل قلم سے چند معروضات

آپ کا محبوب ہفتہ وار جریدہ ''نقیب'' امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا قدیم ترجمان ہے، جس میں امارت شرعیہ کی سرگرمیوں کے علاوہ دیگر ملی وقومی خبروں، اخبار عالم ومسلم دنیا کے احوال، کتابوں پر نقد وتبصرہ، یادگار زمانہ شخصیتوں کے احوال کے علاوہ مختلف دینی، علمی، تعلیمی، تہذیبی، ادبی، سیاسی، سماجی، معاشرتی، ملی وعالمی مسائل وموضوعات پر بیش قیمتی مضامین شائع کیے جاتے ہیں۔ ان موضوعات پر مضمون نگار حضرات اپنی نگارشات اشاعت کے لیے ارسال فرمائیں، البتہ اپنی تحریریں بھیجتے وقت درج ذیل امور کا خیال رکھیں۔

☆ مضمون غیر مطبوعہ بھیجیں، ہاں اگر کسی دیگر اخبار ومجلّہ میں ارسال کرنا ہو تو نقیب میں اشاعت کے بعد ارسال کریں۔
☆ مضمون نقیب کے معیار اور ادارہ کی پالیسی کے مطابق ہو۔
☆ مرسلہ مضمون کی کاپی خود بھی اپنے پاس رکھیں، کیوں کہ عدم اشاعت کی صورت میں مضمون واپس نہیں کیا جائے گا۔
☆ اختلافی موضوعات اور متنازعہ فیہ مسائل پر مضامین کی اشاعت کی گنجائش نہیں ہے۔
☆ قابل اشاعت مضامین حسب ترتیب شائع ہوں گے۔
☆ اپنے مضامین نقیب کے ای میل **naqueeb.imarat@gmail.com** پر بھی بھیج سکتے ہیں۔


## اشتہارات کے لئے رابطہ کریں

ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان ہے جو تقریباً سو سالوں سے مسلسل شائع ہو رہا ہے، اللہ کا فضل وکرم ہے کہ ملک وبیرون ملک میں قارئین کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، اس کی عمدہ طباعت، معیاری مضامین اور دیگر خصوصیات کی وجہ سے لوگ اسے ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہیں، ادارہ قارئین نقیب سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنے **مدارس، اسکول، کالج، ہاسپیٹل اور دکان وغیرہ کے لئے رعایتی قیمت پر غیر تصویری اشتہارات** (Advertisements) دے کر اپنے ادارہ اور کاروبار کو فروغ دے سکتے ہیں، نیز ادارہ نقیب کے اعزازی ممبران سے بھی درخواست کرتا ہے کہ وہ نقیب کی اشاعت میں مالی مدد کریں، ضروری معلومات کے لیے رابطہ کریں: 9576507798 (**منیجر نقیب**)


Scanned with CamScanner

# وفاق المدارس الاسلامیہ کا بین المدارس تربیتی اجتماع ۶ تا ۸؍دسمبر

وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ مدارس کے نظام تعلیم کو مزید مضبوط، مستحکم، مؤثر اور باہمی طور پر مربوط کرنے کے لئے سرگرم عمل ہے، اسی سلسلہ کی ایک کڑی بین المدارس تربیتی اجتماع بھی ہے؛ چنانچہ امسال مدارس کے اساتذہ کا سہ روزہ بین المدارس اجتماع مورخہ 21 تا 23 جمادی الاولیٰ 1445ھ مطابق 6 تا 8 / دسمبر 2023 روز بدھ تا جمعہ بمقام دارالملت رامپور سگھری بلبھدر پور ضلع مظفر پور میں منعقد ہو رہا ہے، اس بین المدارس تربیتی اجتماع کی سرپرستی اور بعض نشستوں کی صدارت حضرت امیر شریعت مفکر ملت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم فرمائیں گے جو وفاق المدارس کے صدر بھی ہیں، اس پروگرام میں ماہر فن علماء، اساتذہ کرام مختلف علوم وفنون کے طریقۂ تدریس پر اظہار خیال کریں گے، خاص طور پر نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی، قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی، نائب ناظم مفتی محمد سہراب ندوی، قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی، مفتی محمد سعیدالرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، نائب قاضی شریعت مفتی وصی احمد قاسمی، مولانا نورالحق رحمانی، مولانا مفتی شکیل احمد قاسمی، مولانا مفتی اشرف عباس قاسمی، مولانا نظام الدین اسامہ ندوی، مولانا مفتی خالد حسین نیموی قاسمی، مولانا علیم الدین ازہری، مولانا خالد ضیاء ندوی، مولانا حماد کریمی، مولانا محمد نورالدین ندوی، مولانا اختر امام عادل، جناب امتیاز احمد کریمی رکن بہار پبلک سروس کمیشن اور قاری عبدالرؤف صاحبان تدریسی مواد پر مشتمل اپنے خیالات کا اظہار کریں گے، پروگرام کی اہمیت کے پیش نظر مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی ناظم وفاق المدارس نے مدارس کے ذمہ داروں سے درخواست کی ہے کہ آپ خود اس تربیتی کیمپ میں شریک ہوں یا اپنے مدرسہ کے کسی استاد (جو عربی زبان وادب نحو وصرف، فقہ وحدیث، ناظرہ قرآن اور درجہ حفظ کی تدریس پر مامور ہوں) کو بھیجیں تاکہ تدریسی معیار کو بلند کرنے میں مدد مل سکے، مفتی صاحب نے فرمایا کہ قیام وطعام کا انتظام رہے گا، موسم کے اعتبار سے کپڑے ساتھ لائیں کمبل لانے کی ضرورت نہیں، رفیق وفاق المدارس مولانا سعید کریمی نے مطلع کیا ہے کہ پروگرام کی جگہ پہونچنے کے لیے مظفر پور سے اورائی ڈمری جانے والی بس سے براہ رونی سید پور رامپور مدرسہ چوک پر اتر جائیں، دربھنگہ کی طرف سے آنے والے حضرات بینی آباد آجائیں اور بینی آباد کٹرہ موڑ سے رامپور مدرسہ چوک بذریعہ آٹو پہونچا جا سکتا ہے، مدرسہ لب سڑک واقع ہے، مزید معلومات کے لئے مندرجہ ذیل نمبرات پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

9304919720,9576649524,9771048217,7541953059

# قیامت کے قریب برپا ہونے والے فتنے

**مولانا نسیم اختر شاہ قیصر**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت رسول مبعوث فرمائے گئے۔ رب دو جہاں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغامبر بنا کر اس دنیا میں بھیجا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذمہ داریوں کو پورا فرمایا، جو پیغام تھا وہ پہنچایا جو احکامات تھے ان سے واقف کرایا، جو تاکیدات تھیں ان کی خبر دی، کفار آپ کو جھٹلاتے، منکرین آپ کا مذاق اڑاتے، دشمن تمسخر کے ساتھ سوال وجواب کرتے اور کسی بات کا یقین نہ کرتے، قرآن اللہ کا کلام ہے تمام شواہد کے باوجود انھوں نے اس کو کبھی نہیں مانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، یہ کبھی تسلیم نہیں کیا، اعمال کا حساب وکتاب ہوگا ان کی عقل اس حقیقت کو رد کرتی تھی، قیامت آئے گی اسے بھی وہ جھٹلانے کی کوشش کرتے، قیامت تو واقع ہوتی ہے قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر قیامت کا تذکرہ ہے باقاعدہ ایک سورت قیامت کے نام سے نازل کی گئی ہے، جب قیامت قائم ہوگی اس کے وقوع سے پہلے جو ہوگا اس کو بھی قرآن کریم نے متعدد جگہ پر مختلف پیرائے میں بیان کر دیا مثال کے طور پر سورہ قیامت میں فرمایا گیا: ''پوچھتا ہے کب ہوگا دن قیامت کا، پھر جب چندھیانے لگے آنکھ اور گہہ جائے چاند اور اکٹھے ہوں سورج اور چاند''، سورہ مرسلات میں بتایا گیا: ''پھر جب تارے مٹائے جائیں اور جب آسمان میں جھروکے پڑ جائیں اور جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں''۔

جب یہ سب کچھ ہوگا اور جس دن ہوگا وہی دن قیامت کا دن ہوگا قیامت کو قرآن کریم نے حاقہ، قارعہ اور واقعہ کے لفظ سے بھی تعبیر کیا ہے، یہ دن آنا ہے پوری دنیا انکار کرے تب بھی اس کا وقوع ہوگا مٹھی بھر لوگ منکر ہوں تب بھی یہ سامنے آئے گا یہ دنیا فنا ہوگی، کوئی چیز باقی نہ رہے گی اور قیامت اس لیے قائم ہوگی کہ انسانوں کا حساب ہوگا، ان سے باز پرس ہوگی، پوچھا جائے گا، ایسا کیوں کیا؟ یہ کیوں نہیں کیا؟ ہر بات لکھی ہوئی موجود ہوگی، گواہ ہوں گے، شہادتیں قائم کی جائیں گی، ثبوت دیئے جائیں گے، غرض انصاف کے تمام تقاضوں کی تکمیل ہوگی۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے نہ کمی کی جائے گی، نہ اضافہ ہوگا، کمی سے مراد اچھے اعمال گھٹائے نہیں جائیں گے۔ اضافہ سے مراد برائیوں کو بڑھا چڑھا کر نہیں لکھا جائے گا۔ انصاف کا حق بھی جب ہی ادا ہو سکتا ہے جب منصف تمام تقاضوں کو پیش نظر رکھے کسی گوشے سے نظر نہ بچائے اور کسی پہلو کو نہ چھوڑے یہ تمام چیزیں تو اس دن پیش آئیں گی جس دن قیامت آئی ہے مگر بے شمار چیزیں ایسی بھی ہیں جنھیں ہم قیامت کے آثار اور علامتیں کہہ سکتے ہیں جب وہ ظاہر ہونے لگیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ قیامت کا زمانہ قریب ہے جب وہ فتنے ابھرنے لگیں گے اور سر اٹھانے لگیں گے کہ ان سے قیامت زیادہ دور نہیں رہے گی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے قیامت کی لاتعداد علامتیں ادا ہوئیں ہیں اور آپ نے بے شمار آثار کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جب ایسا ہوگا تو قیامت آئے گی، جب یوں ہوگا تو قیامت آئے گی۔ تنبہ اور آگاہی کا مقصد یہ ہے کہ بندگان خدا اپنے آپ کو سدھاریں اچھے اعمال کریں، نیکیوں کے خوگر ہوں اور رب دو جہاں کی نافرمانیوں سے خود کو بچائیں۔

اس سچائی کو اچھی طرح باور کرنے کی ضرورت ہے بلکہ یقین کر لینے کی حاجت ہے کہ دنیا کو تو مٹنا ہے، یہ سدا کے لیے نہیں ہے اس کا وجود کچھ وقت کے لیے ہے اور وہ وقت ہزاروں اور لاکھوں سال کا ہے یا اب چند سال کا ہے اس کا علم اس ذات واحد کو ہے اس رب دو جہاں کو ہے جس نے اس کائنات کو بنایا، سجایا اور سنوارا، وہ خالق ہے اور اسی نے اس کی عمر متعین کی ہے۔ دنیا کتنے سال زندہ رہے گی اور کتنے برس باقی رہ گئے ہیں ان سب کی واقفیت اللہ کے سوا کسی اور کو نہیں ہے اس لیے جب اس نے اس کے واقع ہونے کا تذکرہ فرما دیا تو سمجھ لیجئے ہر صورت میں واقع ہوگی اور جب اس کے رسول نے اس کی علامتیں ذکر فرما دیں تو وہ علامتیں بھی لازمی طور پر ظاہر ہوں گی۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان فتنوں سے پہلے عمل کر لو جو اندھیری رات کے ٹکڑوں جیسے سیاہ ہوں گے ایک شخص سویرے مومن رہے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا، شام کو مومن رہے گا اور سویرے کافر ہو جائے گا، وہ اپنے دین کا دنیا کے سامان سے سودا کر لے گا (یعنی وہ دنیا کے لیے اپنے دین وایمان کی پرواہ نہیں کرے گا) (مسلم شریف)، حضرت ابو ہریرہ سے ہی مروی ہے کہ: ''جب دین کے مال کو اپنا مال بنا لیا جائے گا اور امانت کو مال غنیمت اور زکوۃ کو تاوان اور دین کا علم دین کے علاوہ دوسرے مقصد سے حاصل کیا جائے ایک شخص اپنی بیوی کی بات مانے گا اور ماں کی بات ٹھکرا دے گا دوست کو قریب کرے گا اور باپ کو دور رکھے گا، مسجد میں شور ہوگا قبیلہ کا پیشوا بدکردار شخص ہو جائے گا، اور قوم کا لیڈر سب سے بزدل شخص ہو جائے گا ایک شخص کی عزت اس کی شرارت کے ڈر سے کی جائے گی اور گانے بجانے عام ہو جائیں گے شراب پی جائے گی اور امت کے بعد کے لوگ اپنے پہلے کے لوگوں کو لعنت کریں گے اس وقت سرخ آندھی، زلزلہ، زمین میں دھنسائے جانے اور صورتیں بدل دیئے جانے اور دوسری نشانیوں (حوادث) کا انتظار کرنا جو برابر ایسی آئیں گی جیسے موتیوں کے ہار کا پرانا دھاگا ٹوٹ جائے تو ایک کے بعد ایک دانے برابر گرا کرتے ہیں۔'' (ترمذی شریف)، حضرت ابو ہریرہ کی روایت کردہ دونوں احادیث میں قیامت کی کچھ نشانیوں کا بیان ہے عالم یہ ہو جائے گا کہ صبح کو صاحب ایمان کافر ہوگا شام کو مومن کہلائے جانے والا سویرے کافر کی صف میں کھڑا ہوگا دنیا کے لیے اپنے دین کو چھوڑنے والے سامنے آئیں گے اور صرف دنیا کا حصول ان کا مقصد زندگی بن جائے گا۔ چاروں طرف دیکھئے نگاہ اٹھایئے، اطراف وجوانب پر نظر ڈالئے کیا قوم کے لیڈر وہ لوگ نہیں ہیں جو قبیلوں میں سب سے زیادہ بددیانت اور بداعمال ہیں۔ کسی کے ظلم اور شرارت کی وجہ سے اس کی عزت کی جائے گی، دفع شر کے لیے اس کی پذیرائی ہوگی، دنیا میں جو مالدار کہلاتے ہیں ان کے مال کی وجہ سے لوگ اس کے سامنے بچھے جائیں گے شراب عام ہو جائے گی، گانا بجانا کثرت سے ہوگا فتنے اس طرح سے برپا ہوں گے اور اس تسلسل کے ساتھ ابھریں گے کہ ان کا دفاع بھی مشکل ہو جائے گا، یہ کچھ علامتیں اور نشانیاں ہیں قیامت کی ان کے سوا اور بھی نشانیاں ہیں، جن کو رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا حضرت ابو ہریرہ ہی کی روایت ہے: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان کر رہے تھے کہ یکایک ایک شخص آیا اور کہا کہ قیامت کب آئے گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امانت برباد کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔'' (بخاری شریف)، حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''ایک زمانہ وہ آئے گا کہ جب دین پر صبر کرنا، ہاتھ میں انگارہ لینے کے برابر ہوگا (یعنی دینداروں پر تنقیدیں ہوں گی انھیں ستایا اور رسوا کیا جائے گا)، حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے اسلام کو جس چیز سے جھکایا جائے گا جیسے برتن جھکایا جاتا ہے وہ شراب ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا اے اللہ کے رسول! یہ کیسے ہوگا جب کہ اللہ نے اس کے بارے میں بیان کر دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا نام بدل کر اسے (شراب کو) جائز کر لیں گئے۔ (دارمی)، حضرت انس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: قیامت کی نشانیوں میں ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا جہالت بڑھ جائے گی، زنا زیادہ ہو جائے گا، شراب کثرت سے پی جائے گی عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا سرپرست ایک شخص ہوگا۔ (متفق علیہ)

کچھ چیزیں ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں، کچھ کو ہم بہت قریب سے دیکھ رہے ہیں، کچھ ہماری نظروں سے اوجھل ہیں لیکن وہ بھی جلد ہمارے سامنے ہوں گی، جو زبان مبارک سے ادا ہوا وہ ضرور ہونا ہے یہ ہمارا ایمان ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی علامتیں قیامت کی اور جتنے آثار اس کے وقوع کے ذکر کئے ہیں وہ یقینی طور پر ہوں گے لازما ہوں گے، ہمارا ذہن، ہماری فہم اور ہماری سمجھ اس کا ادراک کرے یا نہ کرے سچائیوں کا ظہور تو ہونا ہے اور پھر یہ تو وہ سچائیاں ہیں جن کو رب نے اور رسول رب نے وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا۔

Scanned with CamScanner

# جن کی دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں!

مولانا محمد الیاس گھمن

اللہ تعالیٰ نے دنیا کوامتحان اور آخرت کو جزاء وسزا کی جگہ بنایا ہے۔ یہاں آزمائش کے لئے خوشیاں بھی عطاء کی ہیں کہ کون ان کو میری نعمت اور احسان سمجھ کر شکرادا کرتا ہے اور غم بھی پیدا فرمائے ہیں کہ کون ان کو اپنی غلطی سمجھ کر میری طرف رجوع کرتا ہے؟ انسان کو دنیا میں یہ دونوں چیزیں نصیب ہوتی ہیں لیکن افسوس صد افسوس کہ صرف اس کو غم ہی یاد رہتے ہیں۔ پریشانی کے آزمائشی لمحات میں اپنے رب سے گلے شکوے، شکایتیں اور ناشکری ہی کرتا ہے۔ اُس ذات کی طرف سے ملنے والی خوشیوں اور نعمتوں کو سرے سے بھلا دیتا ہے بلکہ ان کو اللہ کا محض فضل، احسان اور کرم سمجھنے کے بجائے اپنا ''کمال'' سمجھتا ہے۔ اے کاش! ہمیں اپنی اِن دونوں غلطیوں کا احساس ہو سکے، خوشیوں کو اس کی عطاء سمجھیں اور شکرادا کریں، مصائب اور پریشانیوں کو بھی اللہ کا انعام سمجھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جس مسلمان کو دنیاوی آزمائشوں میں مبتلا کرتے ہیں تو اس کی دعاؤں کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازتے ہیں، یہ اس ذات کا کرم اور محض کرم ہی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے دل میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ہم اللہ کی مخلوق ہیں، اس پر ایمان لانے اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ وہ ذات ہم سے پیار کرتی ہے، دنیا میں خوشیاں عطاء کر کے آخرت کی حقیقی خوشیوں کا احساس دلاتی ہے کہ دیکھو دنیا کی خوشیاں عارضی ہیں، ان کے ختم ہونے کا دھڑکا سا لگا رہتا ہے، چھن جانے کا خوف دامن گیر رہتا ہے جبکہ آخرت کی خوشیاں مستقل ہیں، ان کے ختم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کوئی چھین نہیں سکتا۔ اسی طرح وہ ذات دنیاوی پریشانیاں دیکر آخرت کی حقیقی پریشانیوں سے نجات حاصل کرنے کا موقع دیتی ہے کہ دیکھو تم دنیا کی پریشانیوں کو جو وقتی اور عارضی ہیں ان کو برداشت نہیں کر سکتے تو آخرت کی لمبی پریشانیاں کیسے برداشت کر سکو گے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں جھنجوڑنے اور غفلت سے دور کرنے کیلئے تنبیہ کے طور پر چند پریشانیوں سے دوچار کرتے ہیں تا کہ یہ بندے آخرت کی بڑی اور لمبی پریشانیوں سے بچنے کی وہ تدابیر اختیار کر سکیں جو میرے احکامات اور میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں موجود ہیں بلکہ قرآن وسنت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عین اس وقت بھی جب کسی مسلمان پر مصائب ومشکلات نازل ہو رہے ہوتے ہیں، اس وقت بھی وہ اللہ کے کرم کے سایہ میں ہوتا ہے۔ اگر وہ کسی گناہ کی وجہ سے اس پر نازل ہو رہی ہیں تو سنبھلنے کا موقع مل رہا ہوتا ہے بلکہ اس شخص کو اس وقت اللہ تعالیٰ ایک بہت بڑی نعمت عطاء فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کی دعاء کو قبول فرماتے ہیں۔ ذیل میں ہم چند ایسے اشخاص کا تذکرہ کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی پریشانی سے دوچار کر کے ان کی دعاؤں کو قبولیت کا شرف عطاء فرماتے ہیں۔

**بے بس کی دعاء:** انسان کی زندگی میں ایسے مواقع بھی آتے ہیں کہ وہ بالکل بے بس ہو جاتا ہے۔ یہ وہ لمحہ ہوتا ہے جب اللہ کریم اس کی دعاء کو قبول فرماتے ہیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ انسان کو نوازنا چاہتا ہے عین اسی وقت یہ اس ذات کے گلے شکوے شروع کر دیتا ہے اس لئے بھرپور کوشش کرنی چاہیے کہ ایسے وقت کو اللہ تعالیٰ کی ناشکری میں ضائع کرنے کے بجائے دعائیں مانگنے میں خرچ کیا جائے۔ قرآن کریم میں ہے: ''(بھلا اللہ کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟ جو) بے کس و بے بس انسان کی دعاء کو قبول اور اس سے حالات کی سختی کو دور فرماتا ہے۔'' (النمل)

**مریض کی دعاء:** انسان کی زندگی میں کبھی صحت غالب رہتی ہے اور کبھی مرض غلبہ پا لیتا ہے لیکن اللہ کا کرم دیکھئے کہ جب انسان کسی مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعاء کو قبول فرماتا ہے۔ مرض اس کے گناہوں کا کفارہ اور بلندی درجات کا ذریعہ بن جاتا ہے لیکن افسوس اس موقع پر بھی انسان اپنے اللہ کو بھول جاتا ہے اور جس زبان کو دعاء ومناجات کی عطر بیزیوں سے مہکنا چاہیے تھا وہی زبان ناشکری کی گندگی میں ملوث ہو جاتی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اللہ سے صحت کی دعاء مانگنی چاہیے لیکن اگر مرض آ بھی جائے تو اس بات کا خیال کرنا چاہیے کہ ایسے انسان کی دعاء اللہ جلد قبول فرماتے ہیں۔ علاج کے ساتھ ساتھ دعاؤں کا بھرپور اہتمام کرنا چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مریض جب تک حالت مرض میں رہتا ہے تو اس کی دعاء رد نہیں کی جاتی۔'' (شعب الایمان للبیہقی، حدیث نمبر 9555) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مریضوں کی عیادت کیا کرو اور ان سے اپنے لئے دعاء کی درخواست کیا کرو کیونکہ مریض کی دعاء قبول ہوتی ہے۔'' (الدعاء للطبرانی، حدیث نمبر 1143) اس سے معلوم ہوا کہ مریض کو اپنے لئے بھی دعاء کرنی چاہیے اور عیادت کیلئے آنے والوں کو بھی مریض سے دعاء کی درخواست کرنی چاہیے۔

**مسافر کی دعاء:** انسان کا جسم راحت کا خواہش مند ہوتا ہے لیکن حالت سفر میں اسے صعوبت و پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اللہ کریم کا کرم دیکھئے کہ انسان پر سفر کی ہلکی سے پریشانی آتی ہے تو اللہ اس پر اپنا کرم یہ فرماتے ہیں کہ اس کی دعاء کو جلد قبول فرما لیتے ہیں۔ ہم لوگ آئے دن سفر کرتے ہیں۔ افسوس کہ سفر میں غیر شرعی کاموں میں لگے رہتے ہیں۔ موبائل سے کھیلتے رہنا، فضول قسم کی باتوں میں لگے رہنا بالخصوص خواتین جب سفر کرتی ہیں تو دوسروں کے گلے شکوے کرتی رہتی ہیں حالانکہ یہ وقت اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین دعائیں قبول ہوتی ہیں (ان میں سے ایک) مسافر کی دعاء ہے۔'' (ترمذی، حدیث نمبر 3370)

**باپ کی دعاء:** اولاد اللہ کی نعمت ہے۔ اللہ جسے یہ نعمت عطاء فرماتا ہے تو اس کی ذمہ داریاں بھی بڑھا دیتا ہے۔ اولاد کی پرورش، رہائش، خوراک، تعلیم، تربیت اخلاق، ادب واحترام اور دینی احکامات پر عمل کی پابندی کرانا یہ والدین پر اولاد کے بنیادی حقوق ہیں۔ ظاہری بات ہے کہ ان حقوق کی ادائیگی میں بسا اوقات انسان کو پریشانیاں بھی لاحق ہوتی ہیں، ایسے وقت میں ایک باپ کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟ لیکن اللہ کریم کا کرم دیکھئے، اولاد کی نعمت بھی عطا فرماتے ہیں۔ ان کے حقوق کی ادائیگی کیلئے کوئی پریشانی لاحق ہو تو اللہ تعالیٰ اولاد کے حق میں دعاء کو جلد قبول فرماتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین طرح کے لوگوں کی دعائیں رد نہیں کی جاتیں (ان میں سے ایک) والد کی دعاء اپنی اولاد کے لئے۔'' (ترمذی، حدیث نمبر 3370)

**انصاف کرنے والے حاکم کی دعاء:** جس کو کسی قوم پر حاکم بنا دیا جائے، تو اس قوم کو انصاف فراہم کرنا حاکم کے ذمہ ہوتا ہے۔ معاشرے میں جرائم کی کثرت اور مجرموں کا طاقتور ہونا ایک زمینی حقیقت ہے۔ ایسے میں انصاف کی فراہمی سب سے مشکل کام ہوتا ہے لیکن جس شخص کو اللہ تعالیٰ اس مشکل مرحلے سے گزارتا ہے تو اس کو دنیا میں یہ انعام عطاء فرماتا ہے کہ ایسے شخص کی دعاء کو جلد قبول فرماتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین طرح کے لوگوں کی دعائیں رد نہیں کی جاتی (ان میں سے ایک) امام عادل کی دعاء ہے۔'' (ابن ماجہ، حدیث نمبر 1752)

**ذکر کرنے والے کی دعاء:** اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بے پناہ فضائل ومناقب اور اس کے فوائد وثمرات ہیں۔ ایسا شخص جو کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کی دعاء بھی اللہ جلد قبول فرماتے ہیں، یہ مستجاب الدعوات بننے کا نسخہ اکسیر ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین لوگوں کی دعاء اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتے (ان میں سے ایک) کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنیوالے کی دعاء بھی ہے۔'' (الدعاء للطبرانی، حدیث نمبر 1316)

**حاجی اور عمرہ کرنے والے کی دعاء:** حج اور عمرہ کرنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ یہ سعادت نصیب فرماتے ہیں کہ ان کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غازی فی سبیل اللہ، حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں، ان کو اللہ نے پکارا تو انہوں نے لبیک کہا، وہ اللہ سے دعاء مانگتے ہیں تو اللہ ان کو عطاء فرماتے ہیں۔'' (ابن ماجہ، حدیث نمبر 2884)

**روزہ دار کی دعاء:** روزے میں صبح صادق سے غروب آفتاب بھوک، پیاس اور جائز جنسی تعلقات سے رکنا ہوتا ہے، اگرچہ یہ کچھ وقت کیلئے ہوتا ہے۔ صبح سحری میں بھی کھانا وغیرہ کی اجازت ہوتی ہے اور شام کو افطاری میں بھی کھانے پینے کا حکم ہے۔ اس تھوڑے سے وقت میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور اس کا حکم ماننے کے لئے جو برداشت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے کہ کھانے پینے کی تمام چیزیں سامنے رکھی ہوئی ہیں لیکن بندہ کچھ نہیں کھا رہا، اس پر اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی یہ انعام عطا فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کی دعاء کو قبول فرماتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین آدمیوں کی دعاء رد نہیں کی جاتی (ان میں سے) ایک روزہ دار ہے یہاں تک کہ وہ افطار کر لے۔'' (ابن ماجہ، حدیث نمبر 1752)

**مسلمان بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعاء:** کسی کے سامنے اس کی اچھائی بیان کرنا بھی اچھی بات ہے لیکن اس میں کبھی دنیاوی اغراض ومقاصد کو دخل ہوتا ہے اور جو دعاء اپنے مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں کی جائے اس میں یہ شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ اس اخلاص کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسے مسلمان کی دعاء کو قبول فرماتے ہیں جو اپنے ایک مسلمان بھائی کیلئے اس کی عدم موجودگی میں کرے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کیلئے دعاء کرتا ہے تو ایک مقرر فرشتہ اس کے جواب میں کہتا ہے کہ جو تُو نے اپنے بھائی کے لئے مانگا ہے اللہ تجھے بھی وہی عطا کرے۔'' (مسلم، حدیث نمبر 7027) اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں دعاء مانگنے والا بنائے اور ہماری دعاؤں کو قبول بھی فرمائے۔ آمین

---

**بقیہ: سیرت نبوی اور اتحادامت** ....................

(۱) رب العالمین کی وحدانیت: یہ ایسی بنیاد ہے جو سارے کلمہ پڑھنے والوں کے درمیان مشترک ہے۔ وحدانیت کی بنیاد پر سارے کلمہ گو ایک رسّی میں مربوط ہو جاتے ہیں۔ (۲) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت: سارے مسلمانوں کے مابین معزز ومحترم ہے حضور اللہ کے رسول، ساری دنیا کے لئے پیغامبر اور خاتم الانبیاء ہیں، اور ایسی شریعت کے لانے والے ہیں جو قیامت تک کے لئے کامل واکمل ہے۔ اس بنیاد پر سارے مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو سکتے ہیں۔ (۳) دنیا میں انصاف کا قیام: دنیا سے ظلم وبربریت کا خاتمہ، اور مظلوم خواہ کوئی بھی ہو، کا دفاع، ظالم کو ظلم سے روکنا اور مظلوم کی مدد کرنا نہ صرف مشترک بنیاد بلکہ مشترک ضرورت ہے۔ اور مظلومین کا اتحاد ہمیشہ ظالموں کے خلاف زبردست ہتھیار ثابت ہوا ہے۔ (۴) پورے عالم انسانیت کیلئے امن وسلامتی کا قیام: اس بنیاد پر نہ صرف تمام مسالک کے مسلمان متحد ہوں گے بلکہ دوسرے مذاہب والے بھی اس پر اتفاق واتحاد کر سکتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ساری انسانیت کی مشترکہ ضرورت ہے۔ (۵) اللہ کے دین کو سارے دین پر غالب کرنا: یہ فریضہ سارے مسلمانوں پر یکساں عائد ہوتا ہے، اور سبھی اس میں شریک ہیں، تا کہ دین اسلام تمام باطل ادیان پر غالب ہو، کیونکہ دین اسلام آخری اور مکمل آسمانی دین ہے۔ بلکہ یہی دین واحد نجات وسعادت کا راستہ ہے۔ اختلافی مسئلوں سے قطع نظر، جن میں بیشتر فروعی اور جزوی ہیں، یہ امور سارے کے سارے مسلمانوں کے مابین مشترک ہیں۔ ان بنیادوں کو سامنے رکھ کر اسلامی وحدت کی مستحکم قصر تعمیر کی جا سکتی ہے۔ جو عصر حاضر میں مطلوب ومقصود ہے۔ اگر خدانخواستہ ایسا نہیں کیا گیا تو روئے زمین پر فتنہ وفساد کا سیلاب امنڈ آئے گا۔ اللہ پاک ہم سب کی حفاظت فرمائے، آمین

Scanned with CamScanner

# کلمہ طیبہ نے دل کو دھو دیا-قبول اسلام کی ایک داستان

**انیس احمد**

میں ہندوستانی فوج میں شامل تھا اور مسلمانوں سے سخت نفرت کرتا تھا، میرا نام برج کشور سنگھ تھا۔ پورا خاندان سخت مزاج ہندو تھا حتی کہ مسلمانوں سے خریدا ہوا سامان گھر میں استعمال نہیں ہو سکتا تھا میں راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کا ممبر تھا۔ فورس سے استعفیٰ دینے کے بعد آر ایس ایس کا ممبر بنا تھا۔ اس کے بعد ٹھیکیداری کا کام شروع کیا۔ میری خواہش تھی کہ ہندو دھرم کے تمام شعبوں کو آخری حد تک حاصل کروں شو اور ہنومان کی خاص طریقہ سے پرارتھنا کرتا تھا گیتا کا دونوں ٹائم پاٹھ کرتا تھا جب بھی پوجا کے لئے بیٹھتا تھا تو دل میں ایک بات ضرور پیدا ہوتی تھی کہ کس کی پوجا کروں شو کی کروں ہنومان کی کروں وشنو کی رام کی برھما کی یا درگا کی کسی کی پوجا کروں؟ ہمارے گھر میں سترہ بت تھے یا ان کی پوجا کروں دماغ اسی میں پریشان رہتا تھا۔ اور من کو جس چیز کی پیاس تھی وہ ختم نہیں ہوتی تھی۔ اسی پریشانی میں بہت عرصہ گزر گیا۔ ہمیشہ دل کہتا تھا جس گھر کا مالک ایک ہوگا وہ گھر ٹھیک رہیگا اسی دوران میں ایک خانقاہ کے مزار پر جاتا تھا۔ وہاں دیکھتا تھا کہ لوگ کچھ پڑھ رہے ہیں وہ مزار سوان راما بیلس بہار میں کسی انجان پیر کا ہے ایک آدمی سے معلوم کیا اس نے بتایا لوگ فاتحہ پڑھ رہے ہیں اس نے بس اتنا ہی بتایا پھر اسی دوران ہمارے اوپر کچھ مقدمہ ہو گیا اور ہم جیل چلے گئے جیل میں تنہائی ملی تو دل کی تڑپ اور بڑھی اور ایک سہارے کی تلاش میں دل ہر وقت پریشان رہتا اتفاق ہے ایک قتل کے کیس میں تصور میاں نام کے ایک بزرگ جیل میں آئے وہ ہمارے وارڈ میں رہتے تھے۔ ان کا ہمیشہ نماز پڑھنے کا معمول تھا۔ ان کے چہرے کے سکون اور پاکی کو دیکھ کر ہمارا دل بہت سکون پاتا تھا۔ اور ہم ان کو دیکھتے تھے ایک مرتبہ میری ان سے بات ہوئی ان سے فاتحہ کے بارے میں معلوم کیا انہوں نے بتایا کہ مزار پر لوگ الحمد للہ شریف پڑھتے ہیں اس سے زیادہ انہوں نے بھی کچھ نہیں بتایا ہمارے دل میں یہ تڑپ پیدا ہوئی کہ الحمد شریف کیا ہے؟ ایک لڑکے نے بتایا کہ ایک روپیہ میں نماز کی کتاب ملتی ہے ہندی میں اس کو لے کر یاد کر لو۔ ہم نے اس کو روپیہ دیا کہ منگا دو اس نے منگا دی ہم نے اکیلے میں بیٹھ کر کتاب کھولی اس میں سب سے پہلے پہلا کلمہ طیب لکھا تھا اور ترجمہ بھی لکھا تھا۔ جب کلمہ کا ترجمہ دیکھا کہ ۔نہیں کوئی معبود مگر اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی پوجنے کے قابل نہیں ہے" یہ الفاظ پڑھتے ہی ہمارے دل کا اندھیرا پن دور ہونے لگا۔ میں سوچنے لگا کہ اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں یہ کتنی سیدھی سچی بات ہے جو محمد صاحب نے بتائی ہے انہوں نے اپنی پوجا نہیں کرائی ہے۔ اور ہم نے بڑی شانتی کا احساس کر کے کتاب بند کر دی اور پھر کچھ۔ اپنی پوجا کرنے کے بجائے نماز سیکھنے میں لگ گیا۔ اور 15 دن میں نماز پڑھنے لگا دعا، قنوت اور عبادت ہندو طریقہ پر پوجا کرنے کے بجائے آیت الکرسی یاد کر لی اور کسی خالی وقت میں بیٹھ کر اشارے سے عبادت کرنے لگا۔ جب میں چپکے چپکے نماز پڑھتا تو عجیب سا سکون ملتا تھا پھر میں نے پاکی کا طریقہ سیکھا اور وضوء اور پاکی کے ساتھ رہنا شروع کر دیا اسی دوران سب میں چرچا ہو گیا کہ پہلوان تو مسلمان ہو گیا پانڈے حوالدار نے ہم کو سمجھانے کے لئے بلایا اور کہنے لگا کہ ہنومان یا گنیش کی یا جس دیوتا کی چاہو پوجا کیا کرو نماز مت پڑھو، میں نے سوچا کہ جس بات کی تلاش میں برسوں بیت گئے اب سامنے آئی ہے تو نہیں چھوڑوں گا اور ہندو طریقہ سے پوجا کو بالکل چھوڑ دیا اور باقاعدہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دیا۔ دھیرے دھیرے میرا دل پوری طرح اسلام کی طرف جھک گیا پر اسی درمیان تصور میاں ضمانت پر جیل سے چلے گئے اور دوسرے کسی مسلمان سے ہماری بات نہ ہو سکی لیکن ہمارا دل پوری طرح مسلمان بننے کے لئے تیار ہو گیا اس کے بعد میں نے ہندی میں ترجمہ کا قرآن حاصل کیا اور اس کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیا۔ اسی طرح کئی مہینہ گزر گئے اسی دوران پولس نے ہمارے اوپر 9 کیس لگائے ان میں سے آٹھ کیس جو غلط تھے وہ فائل ہو گئے اور ایک کیس میں تین سال کی سزا ہو گئی اسی دوران ہمارا چالان سینٹرل جیل بہار میں ہو گیا۔ اس سے عبادت کا موقعہ نہ مل سکا لیکن میں یہ برابر سوچتا تھا کہ باہر جا کر مسلمان بن جاوں گا۔ نماز پڑھوں گا میری رہائی کو 40 روز بھی نہیں ہوئے تھے کہ ہمارے پاس کچھ چشوری کیش (لوہار مستری) آئے اور بولے آپ دلی چل کر دوکان کھولیں، ہم لوگ آپ کے ساتھ کام کریں گے۔ ہم نے سوچا ٹھیک ہے دلی میں کام بھی ہوگا اور مسلمان ہونے والا مسئلہ بھی حل ہوگا۔ ایک ساتھی نے بتایا کہ نظام الدین جا کر معلوم کرنا، ہو سکتا ہے وہاں مسلمان بنا لیں۔ میں دلی کے لئے تیاری کرنے لگا دلی جا کر پہلے دوکان تلاش کی، لیکن دوکان نہ ملی اس کے بعد میں ایک دن ساتھیوں کو بتائے بغیر نظام الدین گیا وہاں جا کر میں نے بات کی کہ میں اپنی خوشی سے مسلمان ہونا چاہتا ہوں وہاں میاں جی عبدالرحمٰن نے کہا کہ ہمارے ہاں کسی کو مسلمان نہیں بنایا جاتا ہے آپ کو مسلمان ہونا ہے تو امام بخاری کے پاس چلے جایئے ان کے پاس ایک لڑکا صلاح الدین بیٹھا تھا جو مولویت پڑھ رہا تھا۔ اس نے کہا میں بھی ادھر ہی جا رہا ہوں اگر آپ کو چلنا ہو تو میرے ساتھ چلئے وہاں پر چھوڑ دوں گا میں جامع مسجد گیا امام صاحب سے بات ہوئی انہوں نے سوالات کی بوچھار کر دی کہ آپ کو کیا کسی باہر ملک جانا ہے؟ یا کسی لڑکی سے شادی وادی کرنی ہے؟ میں نے بتایا کہ نہ باہر جانا ہے نہ شادی کرنی ہے۔ میں اپنی مرضی سے ایمان قبول کرنے آیا ہوں امام بخاری نے کہا کل جمعہ کا دن ہے، آپ پھر آنا آپ سے بات کروں گا وہاں سے میں صلاح الدین گورکھپوری کے ساتھ مرکز نظام الدین چلا گیا۔ اس وقت عصر کی اذان ہو رہی تھی جماعت ہونے والی تھی میں حوض کے پاس دروازے کی طرف بیٹھ گیا سب لوگ نماز پڑھ رہے تھے ہمارا دل اس وقت بہت پریشان ہوا کہ سب لوگ اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں اور تم خالی بیٹھے ہو میں برداشت نہیں کر سکا اور وضو کر کے نماز میں کھڑا ہو گیا۔ پھر میں نے مرکز ہی میں مغرب عشاء اور فجر کی نماز پڑھی اور دوسرے دن صبح کو امام بخاری کے پاس پہنچ گیا۔ امام صاحب سے بات ہوئی میں نے بتایا کہ کل سے میں نماز پڑھ رہا ہوں امام صاحب بولے آپ تو خود مسلمان ہو چکے ہیں آپ کو کلمہ پڑھانے کی کیا ضرورت ہے اس وقت ہمارے دل میں آیا کہ کاش ہمیں پہلے کوئی بتا دیتا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں تو ہمارا اتنا ٹائم برباد نہ ہوتا پھر امام بخاری نے ہمارا نام انیس احمد رکھ دیا۔ نماز پڑھنے سے ہمیں بہت سکون ملتا تھا۔ صرف ایک نے یہ سارا سنسار بنایا ہے۔ اس کے آگے سر جھکا کر میں شانت ہو جاتا تھا۔

وہ دن ہے اور آج کا دن ہے اسلام لا کر ہمارے دل کی حالت بدل گئی ہے دل میں ہر سمئے اجالا رہتا ہے من کے سارے گندے خیالات ہم سے دور ہو گئے ہیں ہمیں اسلام کی طرف لانے والی چیز صرف نماز ہے، نماز ہی نے ہماری زندگی بنائی ہے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے دوسرے بھائیوں کو بھی خدا ایمان کی توفیق دے خدا نے ہماری دعا سنی ہے اور ہماری بیوی بچے بھی اسلام کی آغوش میں آ گئے ہیں ہم اپنے دیگر خاندان والوں اور ہندو بھائیوں کے لئے بھی دعا کرتے ہیں۔ کاش کہ خدا ہماری یہ دعا سن لے اور آخرت میں ہم سب ساتھ رہیں۔ آپ بھی ان کی ہدایت کے لئے دعا کریں۔ (ترجمانی: مولانا محمد میاں قاسمی سنبھلی)

# علم کا مقصد-اللہ کا عرفان حاصل کرنا ہے

**محمد مشتاق فلاحی**

دنیا میں اللہ کی ذات کے بعد قرآن مجید علم کا منبع ہے اور انبیاء ورسل اس علم کے معلم۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ انبیاء علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ اپنی اس نعمت عظمی کا ذکر کیا کہ ہم نے انہیں علم وحکمت سے نوازا۔ چنانچہ حضرت یوسف کے بارے میں فرمایا اور جب وہ اپنی پوری جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے قوت فیصلہ اور علم عطا کیا۔ (یوسف: (۲۲) قرآن مجید نے حضرت یوسف کی زندگی پر جو کچھ ہمیں بتایا ہے اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو جو علم دیا گیا تھا وہ خواب کی تعبیر اور امور سلطنت کا فہم تھا۔ کیوں کہ آپ نے اپنی اس فضیلت کو حاکم مصر کے سامنے یوں بیان کیا کہ ملک کے خزانے میرے سپرد کیجیے، میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں' (یوسف: ۵۵) گویا حکومت وسلطنت کا علم رکھنا اور اسے حاصل کرنا کوئی دنیوی علم نہیں ہے بلکہ عین خداوند تعالیٰ کا پسندیدہ علم ہے جو اس نے اپنے رسول کو عطا کیا تھا۔ ایسے ہی حضرت داؤد علیہ السلام وسلیمان علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا: ہم نے داود علیہ السلام وسلیمان علیہ السلام کو علم عطا کیا۔ (النمل: ۱۵) اگلی آیت میں بزبان حضرت سلیمان علیہ السلام فرمایا'' اور سلیمان علیہ السلام نے کہا لوگو، ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں'۔ آپ کی طاقت کو یوں بھی بیان کیا گیا کہ'' سلیمان علیہ السلام کے لیے جن اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے گئے تھے اور وہ پورے ضبط میں رکھے جاتے تھے'۔ آپ ہی کو اللہ نے ہواؤں کے علم سے بھی نوازا تھا فرمایا وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ (السبا: ) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ اختیار دیا تھا کہ وہ علم، مال اور سلطنت میں سے جو چیز چاہیں اپنے لیے پسند کر لیں۔ انہوں نے علم کو ترجیح دی، مال اور سلطنت انہیں علم کے ساتھ عطا ہو گئی۔ (احیاء العلوم، ج اول ص ۴۰) اس سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق فرمایا: وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوا صَالِحاً إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (السبا: ۱۱) گویا اللہ نے آپ کو جنگی ہتھیارں کے بنانے کا علم عطا کیا تھا جو اس زمانہ کا جدید علم تھا اور دنیا میں کسی کے پاس اس کا توڑ نہیں تھا۔ خضر کے متعلق قرآن کہتا ہے: ''اور وہاں انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنی رحمت سے نوازا تھا اور اپنی طرف سے ایک خاص علم عطا کیا تھا۔ (الکہف: ۶۵) جو علم آپ کو دیا گیا تھا وہ مستقبلیات کا علم تھا جس کا آج کی جدید دنیا میں بڑا چرچا ہے۔ رسول اللہ سی ایم کے کارنبوت کے متعلق فرمایا: **یتلوا علیھم ایتہ** اس کو سمجھنے کے لیے قرآن مجید میں جن جن معنوں میں آیات'' آیا ہے اس پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کائنات میں غور وفکر کرنا، اس سے نتائج اخذ کرنا اور اس کی بنیاد پر جدید علوم کا احیاء **یتلوا علیھم ایتہ** ہے۔ انہی آیات میں غور وفکر کی بنا پر قرن اول میں مسلمانوں نے علوم کے میدان میں ترقی کی تھی۔

قرآن مجید میں بیان کیے گئے علوم پر بحث کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ نے ان کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے:
(۱) علم احکام: واجب مستحب، مکروہ وحرام۔ ان احکام کا تعلق عبادات، معاشرت، اور سیاست مدن وغیرہ سے ہے۔ (۲) علم مناظرہ: چاروں گمراہ فرقوں یعنی یہود، نصاری، مشرکین اور منافقین کے بارے میں بحث۔ (۳) علم تذکیر بآلاء اللہ اللہ کی نشانیوں اور انعامات کا ذکر یعنی تخلیق ارض وسما اور خدا کی صفات کاملہ کا بیان۔ (۴) علم تذکیر بایام اللہ ان واقعات کا ذکر جو خدا کی اطاعت کرنے والوں کی جزا اور مجرموں کی سزا سے متعلق ہے۔ (۵) علم تذکیر الموت: حشر ونشر، حساب، میزان اور جنت ودوزخ کا بیان۔ (الفوز الکبیر)

**موجودہ صورت حال:** سقوط اندلس وبغداد کے بعد علم وتحقیق کے میدان میں مسلمانوں میں جو انحطاط آیا ہے ہم اسے بیان نہیں کر سکتے۔ اٹھارویں صدی کے بعد خاص کر جدید سائنس وٹکنالوجی کے میدان سے امت نے جو راہ فرار اختیار کی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ اس کا ذمہ دار امت کا وہ طبقہ ہے جس نے علم کو محدود معنی ومفہوم میں قید کر رکھا ہے۔ ایسا محدود معنی ومفہوم جس کے سارے دروازے ایک مدرسہ اور جامعہ کی دہلیز پر جا کر بند ہو جاتے ہیں۔ علم اور علماء سے متعلق ساری فضیلتیں، دنیا وآخرت کی کامیابیاں تمام تر محض فارغین مدارس سے منسلک کر دیے گئے ہیں۔ ''علم'' کا وہ مفہوم جو قرآن واحادیث میں نظر آتا ہے، عقل وخرد کی ساری جولانیاں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طالب علم میں نظر آنی چاہیے علم کے اس محدود معنی کے نتیجہ میں مفقود ہو چکے ہیں۔ (بقیہ صفحہ: ۱۴ر پر)

Scanned with CamScanner

# بچوں کی تعلیم وتربیت پر ماحول کے اثرات

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

دین اسلام اللہ تبارک وتعالی کی عظیم نعمت ہے، جس نے اولاد، والدین، بڑوں، چھوٹوں، پڑوسیوں، مسلمانوں حتی کہ جانوروں تک کے حقوق وفرائض اور ذمہ داریوں کے بارہ میں واضح تعلیمات اور ہدایات دی ہیں۔ اگر ایک مسلمان صحیح معنوں میں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوجائے تو قلب وقالب دونوں کی اصلاح ہوجائے گی، آخرت سے پہلے اس کی دنیوی زندگی بھی جنت کا نمونہ ثابت ہوگی۔ اس کی جان، مال، عزت، آبرو ہر چیز محفوظ ہوجائے گی۔ اس کے دل کو سکون نصیب ہوگا۔ اس کا دماغ وسوسوں، توہمات اور دنیوی تفکرات سے راحت پائے گا۔ مخلوق خدا کی محبت اس کے دل میں جگہ پالے گی۔ اللہ تعالی کی مخلوقات پر اس کو رحم آئے گا۔ مسلمانوں کی تکالیف، پریشانیوں اور ان پر مظالم سے اس کا دل دکھے گا۔ ان کی تکلیفوں، پریشانیوں اور مصائب وآلام کو دور کرنے کی ہر ممکن سعی کرے گا۔ لیکن افسوس! کہ مسلمانوں نے اسلامی تعلیمات کو چھوڑ دیا اور مغرب کی اندھی تقلید کو اپنا شعار بنالیا۔ آج کا مسلمان نفس پرستی تعیش پسندی، اور خواہش براری کے لئے اسلامی حدود کو پامال کر رہا ہے۔ اخلاق وآداب، تہذیب وتمدن، تعلیم وتربیت اور سیاست ومعاشرت جیسے شعبوں میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کو چھوڑ کر بے دین اور من مانی زندگی گزارنے والوں کی نقالی کو اپنے لئے سرمایہ افتخار اور ان کے طور طریقوں اور عادات واطوار کے اپنانے کو اپنے لئے اعزاز سمجھ رہا ہے۔ خود غرض اور خود پسند مسلمانوں کی اکثریت کے دل میں نہ اللہ کا خوف ہے، نہ آخرت کا ڈر، نہ جنت کی تمنا اور طلب ہے، نہ اس کی جستجو اور کوشش۔ ہر طرف ظلم وقساوت کا دور دورہ ہے۔ یہودی ونصاری کی تقلید وپیروی اور تہذیب وتمدن کا غلبہ مسلمانوں پر مسلط ہوچکا ہے۔ اور بالکل وہی صورت حال ہے جس کی نشاندہی نبی مکرم فخر مجسم، ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا چودہ سو سال پہلے فرمادی تھی کہ: ’’تم ضرور بالضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی ہو بہو پیروی کروگے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کوئی اگر گوہ کے بل میں داخل ہوگا تو تم بھی ہوگے۔ (متفق علیہ، مشکوۃ، ص ۴۵۸) اسلام نے تعلیم دی ہے کہ ایک مسلمان کے یہاں جب اولاد ہو تو اس کا اچھے سے اچھا نام رکھے۔ تعلیم کے قابل ہو تو اسے بہتر سے بہتر تعلیم اور اسے اعلیٰ سے اعلیٰ اخلاق سے آراستہ کرے۔ شادی کے قابل ہو تو ایسے خاندان میں اس کا رشتہ تجویز کرے جو دینی اور اخلاقی دونوں اعتبار سے فائق ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے؛ کہ تم میں سے جس کی ان لڑکیوں سے آزمائش کی جائے اور وہ ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے تو وہ لڑکیاں اس کے لئے آگ سے پردہ (بچاؤ کا ذریعہ) ہوں گی‘‘ (متفق علیہ، مشکوۃ ص (۴۲۱) ’’حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ ایک آدمی اپنے بچہ کو ادب سکھائے، یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ ایک صاع صدقہ کرے۔‘‘ (مشکوۃ ص ۴۲۳) ’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؟ جب تمہارے پاس ایسے لوگ رشتہ بھیجیں جن کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو ان کا نکاح کردو، اگر تم ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور بہت زیادہ فساد برپا ہوگا۔‘‘ (مشکوۃ، ص: ۴۲۴) ہم ان تعلیمات کو چھوڑ کر اپنی اولاد کو صرف ان اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخل کرنے کے لئے بے تاب رہتے ہیں، جہاں دینی علوم کا کوئی نظم نہیں ہوتا۔ ایک دوسرا مقصد صرف یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی طرح اعلی تعلیم حاصل کرکے مال و دولت کمائی جاسکے۔ نتیجا بیشتر نوجوان اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ رہ جاتے ہیں اور ان کی وضع قطع، اخلاق و معاشرت، تہذیب وثقافت کے تمام زاویئے ہی بدل جاتے ہیں۔ احادیث میں ہے کہ نیک اولاد دین ودنیا کا بہترین سرمایہ اور آخرت کا بیش قیمت ذخیرہ ہیں۔ اگر ان کی تعلیم وتربیت سے غفلت برتی گئی یا ان کی پرورش غلط بنیادوں پر کی گئی تو ایسی اولاد نہ صرف یہ کہ والدین کے لئے تباہی وبربادی کا سبب بنے گی، بلکہ ملک وقوم اور دین ومذہب کو بھی رسوا کرے گی۔ اس لئے شریعت مقدسہ نے اولاد کی اخلاقی، مذہبی، دینی، ہمہ قسم کی تعلیم وتربیت کا صحیح اور اعلی انتظام کرنا ماں باپ کی ذمہ داری قرار دیا ہے اور ہر صاحب خانہ پر اپنی اولاد کی دینی تربیت اور اچھے اخلاق سکھانے کا فرض عائد کیا ہے، اس لئے کہ بچپن میں جس قسم کی تربیت ہوجاتی ہے، بڑا ہوکر آدمی اسی پر قائم رہتا ہے اور جو شخص جس روش اور عادت پر جوان ہوتا ہے، اسی روش اور عادت پر بڑھاپے تک قائم رہتا ہے۔ اگر اولاد کو بچپن میں ہی غلط ماحول، غلط سوسائٹی اور غلط راستہ پر ڈال دیا گیا تو جوان ہوکر بھی وہ اُسی غلط راستہ اور غلط روش کا انتخاب کرے گی۔ اب اس کو راہ راست پر لانا حد درجہ کوشش کے باوجود دشوار ہوگا اور سوائے تباہی وبربادی کے ان سے کسی خیر کی توقع اور امید رکھنا عبث ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کی اچھی تربیت کو بہترین عطیہ الٰہی فرمایا ہے۔ خلاصہ یہ کہ مسلمان اپنے بچوں کو صاف ستھرا اور پاکیزہ ماحول فراہم کریں۔ اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ اور قریب تر کرنے کے لئے حد درجہ محنت اور کوشش کریں۔ سیرت نبوی، اسلامی تاریخ، صحابہ کرام کے واقعات، بزرگانِ دین کے قصے اور مفید ناصحانہ ملفوظات پر مشتمل کتب کا خود بھی مطالعہ کریں اور بچوں کو بھی ایسی کتب پڑھنے کی ترغیب اور تدبیر کریں۔ ان شاء اللہ! جس اولاد کی تربیت اس انداز پر ہوگی تو وہ اولاد والدین کی زندگی میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور مرنے کے بعد ان کی حسنات میں اضافے کا سبب بنے گی۔

# اردو کا تحفظ کیوں اور کیسے؟

مولانا ڈاکٹر ابوالکلام قاسمی شمسی

اردو زبان ہندوستان کی زبان ہے، یہ زبان یہیں پیدا ہوئی، یہیں پلی بڑھی اور پروان چڑھی، اس طرح یہ مشترکہ تہذیب وثقافت کی علمبردار ہے۔

یہ ایک شیریں زبان ہے، اس کو اس ملک کے بسنے والے ہندو، مسلم، سکھ اور عیسائی سبھی بولتے ہیں۔

البتہ یہ مسلم اقلیت کی مادری زبان ہے، یہ گنگا جمنی تہذیب وثقافت کی امین ہے، اس لئے اس زبان کا رشتہ ملک کے تمام بسنے والے لوگوں سے ہے۔

اردو ہندوستان کی زبان ہے، جبکہ مسلمانوں کی مادری زبان ہے۔ اردو زبان کے فروغ کے بعد عربی وفارسی کے ذخیرے اردو زبان میں منتقل ہوئے، یہی وجہ ہے کہ عربی زبان کے بعد سب سے زیادہ علمی ذخیرہ اردو زبان میں ہے۔ موجودہ وقت اردو ہماری تہذیب وثقافت کی شناخت ہے۔ اسلامی علوم وفنون کا سب سے بڑا ذخیرہ اردو زبان میں ہے۔ قرآن کریم کی تفاسیر اور احادیث کی شروحات اور دیگر مذہبی علوم وفنون کا بڑا سرمایہ اردو زبان میں دستیاب ہے۔ اس لئے اردو کا تحفظ، اس کی بقاء وارتقاء ہم پر لازم ہے، مگر افسوس کی بات ہے کہ ہم اس کے تحفظ اور ترویج واشاعت سے بے توجہی برت رہے ہیں، جس کی وجہ سے اردو کے تحفظ اور ترویج واشاعت میں دشواریاں پیش آرہی ہیں۔

جہاں تک اردو کے تحفظ، اس کی بقاء اور ترقی کی ذمہ داری کی بات ہے تو اس کی ذمہ داری عوام وخواص پر بھی ہے اور ملک کی حکومت پر بھی، یہ تجربہ ہے کہ کسی بھی معاملہ میں حکومت کا عمل دخل کا اثر دیکھنے میں آتا ہے، تو اس کی وجہ سے کام کو تحفظ فراہم ہوتا ہے، نیز ترقی کے مواقع بھی حاصل ہوتے ہیں۔ زبان وادب کی سرپرستی حکومت کی جانب سے ہو تو زبان کے پھلنے پھولنے اور ترقی کے زیادہ مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ اردو ہندوستان کی زبان ہے، اس کو ہندوستان کے بہت سے صوبوں میں سرکاری زبان کا درجہ بھی حاصل ہے، ویسے بھی اردو ملک میں بسنے والے ایک بڑے طبقہ کی مادری زبان ہے، یہ ملک کی شیریں زبان ہے، اس نے بین الاقوامی حیثیت اختیار کرکے ملک کے نام کو روشن کیا ہے، اس لئے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ☆ اردو زبان کی سرپرستی کرے، تاکہ اس کو تحفظ کے ساتھ ترقی کے مواقع حاصل ہوں۔ ☆ اسی طرح حکومت کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ پرائمری اسکول سے یونیورسٹی سطح تک اردو کو نصاب میں لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل کرکے اردو کی تعلیم کو یقینی بنایا جائے۔ ☆ اردو کی ترقی اور اس کے عملی نفاذ کے لیے اردو نفاذ کمیشن قائم کیا جائے۔ ☆ سرکاری دفاتر میں محکموں اور افسروں کے نام کی تختیاں اردو میں لگانے کو لازم کیا جائے۔ ☆ سرکاری تقریبات کے بینر اردو میں بھی جاری کئے جائیں اور سرکاری منصوبوں سے عوام کو باخبر کرنے کے لیے ہورڈنگ اردو میں بھی آویزاں کئے جائیں گے۔ ☆ ضلع اور اسٹیٹ گزٹ اردو میں بھی شائع کئے جائیں۔ ☆ سرکاری نوٹیفکیشن، سرکلر اور حکم نامے اردو میں بھی جاری کئے جائیں۔

کسی بھی زبان کے تحفظ اور ترویج واشاعت میں عوام کا اہم کردار ہوتا ہے، بالخصوص اس طبقہ کے لوگوں کو زیادہ اہمیت حاصل ہوتی ہے، جو اس زبان کو مادری زبان کی حیثیت سے اختیار کرتے ہیں۔ اس طرح اردو زبان کے تئیں مسلم عوام وخواص کی ذمہ داری زیادہ بڑھ جاتی ہے، چونکہ یہ ان کی مادری زبان ہے، اس لئے مسلم عوام وخواص کی ذمہ داری ہے کہ ☆ اردو کے فروغ کے لئے اپنا کردار پیش کریں اور اپنے بچوں کو لازمی طور پر اردو پڑھائیں۔ ☆ اردو کی تعلیم کے لیے بیداری پیدا کی جائے، اپنے گھروں میں اردو پڑھنے، لکھنے کو رواج دیا جائے اور اردو زبان کی تعلیم کو عام کرنے پر محنت کی جائے۔ ☆ اپنے بچے اور بچیوں کو اسکول وکالج میں اردو کو لازمی سبجیکٹ کی حیثیت سے رکھنے کی تاکید کریں۔ ☆ بچوں کو بنیادی تعلیم میں اردو کو فوقیت دیں۔ ☆ اسکول وکالج میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبا وطالبات کے لیے صباحی ومسائی مکاتب ومراکز کا انتظام کیا جائے۔ ☆ اردو اخبار اور رسالہ ضرور خرید کر پڑھیں۔ ☆ اپنی دکان کے سائن بورڈ اردو میں لگائیں اور ناموں اور مکانوں کی تختیوں پر اردو کا استعمال کریں۔ ☆ شادیات اور تقریبات کے دعوت نامے اردو میں بھی شائع کریں۔ ☆ اردو کی کتابیں خرید کر پڑھیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیں۔ ☆ سرکاری سطح پر اردو کے عملی نفاذ پر نظر رکھیں۔ ☆ اردو کے ساتھ جہاں ناانصافی نظر آئے تو جمہوری طریقہ سے آواز بلند کریں۔ ☆ اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اردو کے درس وتدریس پر نظر رکھیں۔ ☆ اردو کو اس کے رسم الخط کے ساتھ لکھیں۔ واٹس ایپ، فیس بک ودیگر سوشل میڈیا پر اردو رسم الخط کا استعمال کریں۔ ☆ اردو کے عملی نفاذ کے لیے پریشر گروپ بنایا جائے۔

نئی نسل میں اردو سے بے توجہی بڑھ رہی ہے، اس کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان میں اس کا احساس پیدا کیا جائے کہ وہ اردو کو مادری زبان سمجھیں اور وہ مادری زبان کی اہمیت کو پیش نظر رکھیں۔ اردو کے مادری زبان ہونے کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ ماں جیسا سلوک کیا جائے، اس لئے اس کو ہم سب خود بھی پڑھیں، لکھیں اور اس کے تحفظ وترقی کے لئے کوشش کریں، جہاں کہیں حق تلفی اور ناانصافی ہو، تو اس کے خلاف آواز بلند کریں، بہت سے دانشوران اردو زبان اور ادب کو الگ الگ خانوں میں تقسیم کرتے ہیں، یہ افسوس کی بات ہے، کیونکہ ادب زبان ہی سے وجود میں آتا ہے، اگر زبان کا تحفظ نہ ہو اور وہ زوال پذیر ہوجائے تو ادب کی تخلیق رک جائے گی اور ادب کے ادارے بند ہوجائیں گے، اس لئے ادب کی ترقی اور ادبی اداروں کے تحفظ کے لئے اردو کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے، اس کو کسی خانہ میں تقسیم نہ کیا جائے، اس لئے اردو خواہ زبان ہو یا ادب دونوں کا تحفظ ہم سب اپنا فریضہ سمجھیں، اللہ تعالیٰ ہم سبھی کو اردو کے تحفظ کی توفیق عطا فرمائے۔

Scanned with CamScanner

# حکومتوں اور عوام کے درمیان فاصلہ بڑھ رہا ہے

**حسن کمال**

ایسا لگتا ہے کہ ہزاروں سال سے یہ دنیا جس سیاسی نظام یا انتظام کے ذریعہ چلائی جارہی تھی، انسان اب اس سے منہ موڑ رہا ہے، آج تک یہ دنیا یا دنیا کا ہر ملک اور ہر قوم جس نظام کے ذریعہ چل رہا تھا یا چلایا جارہا تھا، وہ یہ تھا کہ ہر جگہ یا حکمراں طبقات ملک کی اندرونی اور خارجہ پالیسی بناتے تھے اور وہ بھی اپنے حساب اور اپنی سہولت کے اعتبار سے، ان پالیسیوں میں بظاہر عوام کا نام لیا جاتا تھا لیکن ان کے بننے میں عوام یا رعایا کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا تھا۔ عوام انہیں بے چارگی کے عالم میں مانا کرتے تھے اور اسے اپنا مقدر سمجھتے تھے، لیکن انسان اب اس منزل سے دور ہو چکا ہے۔ اب عوام چاہتے ہیں کہ ملک ان کی خواہشوں اور ان کی مرضی سے چلایا جائے۔ اب بادشاہوں کی دنیا نہیں رہی۔ ذرا آج کی دنیا پر نظر ڈالئے۔ ہر جگہ یہ دیکھا جارہا ہے کہ عوام اور حکومتیں ایک دوسرے سے میل نہیں کھا رہی ہیں، یہ دستور آج کی دنیا کے ہر ملک میں دیکھا جارہا ہے۔ ہم کسی ایک قوم یا ملک کی بات نہیں کر رہے ہیں، ہم سارے جگ کی بات کر رہے ہیں۔ زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مثال کے طور پر امریکہ کو ہی لے لیجئے جسے آج دنیا ترقی کے مناصب میں سب سے اونچا مقام دیتی ہے۔ حالیہ فلسطین اور غزہ کی مثال سامنے رکھئے۔ امریکہ میں یہ دستور ہے کہ اسرائیل اس کیلئے ضروری ہے۔ یہ کہیں آئین میں تو نہیں لکھا ہوا ہے لیکن جب سے ریاست اسرائیل کا قیام عمل میں آیا ہے، امریکہ نے اسرائیل کی ہر پالیسی اور ہر حکمت عملی کا ساتھ دیا ہے، چاہے وہ جائز ہو یا صریحاً ناجائز۔ موجودہ حالات کو دیکھئے۔ امریکی حکومت ہر معاملہ میں اسرائیل کا ساتھ دے رہی ہے۔ امریکہ میں فلسطین کی حمایت کیلئے جو مظاہرے ہوئے ہیں، ویسے مظاہرے امریکہ میں معدوم سمجھے جاتے تھے اور ان مظاہروں میں امریکہ میں رہنے والے ہر مذہب کی حصہ داری تھی۔ ان یہودیوں کی بھی جن کیلئے یہ کہا جاتا تھا کہ امریکہ کا نظام اس کی لابی کے قبضہ میں ہے۔ بظاہر لگتا ہیکہ ان مظاہروں کے باوجود امریکی ایڈمنسٹریشن اپنی پالیسی پر قائم ہے لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے۔

امریکہ کی بات کیوں کریں، تنازع کے اصل مرکز اسرائیل تک چلے چلئے۔ اسرائیل جیسا کہ بتایا گیا، اسپتالوں پر حملے کیا ہے، اپنے ہر حملے کے جواز میں اس کا یہی کہنا ہے کہ اس کی ایجنسیوں، اور اس ایجنسی میں موساد بھی شامل ہے جس کی ساری حقیقت اب دنیا کے سامنے ہے، نے اسے بتایا ہے کہ یہ اسپتال نہیں ہیں، یہاں حماس کے مجاہد چھپے ہوئے ہیں۔ وہ دنیا کو یہ باور کرانا چاہتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ نیتن یاہو دنیا کے تمام حکمرانوں کی طرح بے رحم تو ضرور ہیں، لیکن ہر ظالم کی طرح عقل سے مکمل طور پر نابینا ہیں۔ اگر وہ دنیا کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ان اسپتالوں میں حماس کے دہشت گرد پوشیدہ ہیں تو پھر وہاں سے کچھ غزہ والوں کو پکڑ کر بھی دنیا کو بتائیں کہ دیکھئے یہ ہیں وہ دہشت گرد جن کی ہم بات کر رہے تھے۔ حالانکہ یہ ودیہ کر سکتا ہے۔ اگر ایسا کچھ کیا بھی ہے تو دنیا کے عوام نہیں خود اسرائیلی نیتن یاہو سے پوچھیں گے کہ تم نے دہشت گردوں کو تو پکڑ لیا مگر یہ بتاؤ کہ وہ اسرائیلی یرغمال کہاں ہیں جنہیں یہ دہشت گرد لے گئے تھے، اگر اتنا کیا تھا اور تم اتنے ہی بہادر تھے ان حملوں کے ذریعہ تو ان کو بھی چھڑا لیتے۔ اب کوئی پندرہ دن پہلے تل ابیب میں لاکھوں اسرائیلیوں نے زبردست اینٹی نیتن یاہو مظاہرے کئے تھے، یاد رہے کہ غزہ اور اسرائیل کے درمیان کیوہ تمام علاقے جہاں نئی کالونیاں بنائی گئی تھیں آج بالکل خالی پڑے ہوئے ہیں۔ وہاں کے مکین گھربار چھوڑ کر بھاگ چکے ہیں۔ یہ مظاہرین تل ابیب کے بھی نہیں تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ مظاہرین کسی دوسرے شہروں سے آئے تھے۔ یہ بھی اطلاع ہے کہ ہزاروں اسرائیلی، اسرائیل سے جا چکے ہیں۔ اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ اسرائیلی عوام بھی اپنے حکمرانوں کی سوچ سے الگ سوچ رکھتے ہیں۔ مثال ہی دیکھنا ہے تو ہندوستان ہی کو لے لیجئے۔ جنگ شروع ہوتے ہی نریندر مودی نے اپنے جگری دوست نیتن یاہو سے کہا تھا کہ اس وقت اسرائیل اور ہندوستان ایک دوسرے کے ساتھ ہیں، انہوں نے اقوام متحدہ میں ایک ووٹنگ کے وقت اسرائیل کیخلاف ووٹ دینے کے بجائے غیر حاضری دکھائی تھی لیکن جب دوسری بار ووٹنگ ہوئی تو ہندوستان نے اسرائیل کے خلاف ووٹ دیا تھا۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ہندوستان میں مودی کے اندھ بھکتوں کے سوا ملک کی آبادی کا ہر ذی شعور طبقہ فلسطین کے ساتھ ہے۔

اب ذرا مسلم دنیا کی طرف چلئے۔ دنیا میں 57/ایسے ممالک ہیں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے، ہم نہیں جانتے کہ کتنے مسلمانوں کو ان ممالک کے نام بھی یاد ہوں گے، سوائے الجیریا اور تیونس کے جہاں یورپی کالونیوں سے جنگ کر کے ان ممالک کو آزادی دلائی گئی تھی، ان ممالک کے نام ازبر ہوں گے جہاں اللہ نے تیل کی دولت دی ہے اور جو روزگار فراہم کرتے ہیں۔ ان تمام ممالک کی ایک انجمن بھی ہے جسے او آئی سی کہتے ہیں، لیکن دنیا میں ان مسلم ممالک کی کوئی ایسی توقیر اور عزت نہیں ہے سوائے اس کے کہ یہ اقوام متحدہ کے ممبر ہیں اور کبھی کبھی ان کی رائے بھی لی جاتی ہے۔ او آئی سی نے غزہ پر ایک ہنگامی کانفرنس بلائی، یہ ایک خصوصی کانفرنس تھی اور دس سال بعد بلائی گئی تھی، لیکن اسی کے ساتھ عرب لیگ کی کانفرنس بھی بلائی گئی، عربوں میں بہت غصہ تھا کہ یہ الگ الگ کانفرنسیں کیوں بلائی گئی ہیں۔ عرب حکمرانوں نے پھر دونوں کی تاریخ یکجا کر دی۔ کانفرنس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پہلی بار محمد بن سلمان اور ایرانی صدر ابراہیم رئیسی ایک ساتھ نظر آئے، اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا، کانفرنس ہوئی تو عرب حکمرانوں کو اندازہ ہوا کہ ایران ان سب سے بازی لے گیا ہے۔ ایک تو اسرائیل مسلم ممالک میں جن ملکوں سے خائف ہے ان میں ایران سب سے اوپر ہے، عرب عوام کو معلوم ہوا کہ تیل کی دولت کے سوا ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے، ایران ہر معاملہ میں ان سے آگے ہے، ایران کے پاس اپنے بنائے ہوئے ہتھیار ہیں، اس کے پاس آبنائے ہرمز ہے جسے بند کر کے امریکہ کیلئے بھاری دشواری پیدا کر سکتا ہے، ایران ہی نے یہ خیال سامنے رکھا کہ دو ریاستوں کی بات بالکل ٹھیک ہے لیکن فلسطین کی صرف ایک ریاست ہونا چاہئے جس میں یہودی، عیسائی اور مسلمان ایک شہری بن کر رہیں۔ دنیا نے اس کی تائید کی۔ آج اگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ امریکہ بھی اسرائیل کی ڈیل کو رد کرتے ہوئے غزہ کو مالی امداد دینے پر رضامند ہے تو یہ ایران کی دھمکی کا ہی اثر ہے، یہیں سے جنگ بندی کا اشارہ ملا جس کے نتیجہ میں عارضی جنگ بندی ہوئی اور یہ سب اس لئے ہو رہا ہے کہ عوام اور حکومت الگ الگ سوچ رہے ہیں۔

(بقیہ یادوں کے چراغ)......... مولانا قمر عالم ندوی اس کام کے لیے آمادہ ہوئے، میں نے ان کی آمادگی دیکھ کر ایک خط اس سلسلے کا دربھنگہ ان کے نام لکھا کہ وہ مولانا قمر عالم ندوی پر اس کام کے لیے اعتماد کر سکتے ہیں اور اگر ایک سنٹر یہاں کھل گیا تو مجھے خوشی ہوگی، انہوں نے فی الفور اس کی منظوری دیدی، مولانا قمر عالم ندوی کی محنت سے جب تک وہ دربھنگہ میں رہے، یہ مرکز دکھ رام سکھ رام کالج حاجی پور میں چلتا رہا، افسوس کہ ان کے جانے کے بعد یہ سلسلہ قائم نہ رہ سکا، انتقال کے وقت وہ کولکاتہ ریجنل سنٹر کے ڈائرکٹر تھے اور بہت اچھا کام کر رہے تھے، جب بھی کولکاتا جانا ہوتا ان کے یہاں حاضری ہوتی، ضیافت کرتے، محبت سے اپنی کتاب دیتے اور اس وقت کا عکس تمثیل نو میں محفوظ کر دیتے، یہ ان کی محبت کی ہی بات تھی کہ انہوں نے ڈاکٹر نوا امام کی نکاح خوانی کے لیے بحیثیت قاضی مجھے منتخب کیا تھا اور میرے ہی ذریعہ یہ کام انجام پایا۔

جب بھی ان کی کوئی نئی کتاب یا تمثیل نو کا شمارہ آتا تو وہ پہلے بذریعہ ڈاک مشہور ادیب اور اردو کے حوالہ سے انتہائی فعال شخصیت انوار الحسن وسطوی کے پاس میرے نام کی کاپی بھی ارسال کرتے اور وہ کسی نہ کسی ذریعہ سے مجھ تک پہونچ جاتی، لیکن جب ان کے صاحب زادہ ڈاکٹر نوا امام کی شادی محمد ابو رضوان صاحب ساکن لال پھاٹک جمال الدین چک کھگول کی لڑکی ڈاکٹر بینش فاطمہ سے ہوئی تو وہ یہ کام اپنے سمدھی سے لینے لگے اور ان کے سمدھی ابو رضوان پابندی سے سعادت سمجھ کر یہ کام انجام دیتے، ڈاکٹر امام اعظم کی محبت ہی کی بات تھی کہ جہاں کہیں میرا نام داخل نہیں ہو سکتا تھا وہاں بھی وہ میرے داخلے کی شکل نکال لیتے تھے، انہوں نے اپنی کتاب ”نگارخانہ کولکاتہ“ میں ویشالی کے اس فقیر کو شامل کرنے کے لیے واردین کے حوالہ سے جگہ نکالی اور میرے اوپر اشعار کہے، جو اس کتاب میں شامل ہے۔

ڈاکٹر ایم صلاح الدین نے جب گنگوارہ ادب وتہذیب اور علم وعرفان کا مرکز کے عنوان سے جو مضمون لکھا، اس میں گنگوارہ آنے والوں میں میرا بھی نام درج کرایا، عبدالرحیم بن ڈاکٹر مولوی انور حسین برھولیاوی جب میرے اوپر مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی شعراء کی نظر میں، کتاب تالیف کی تو انہوں نے میرے اوپر بحر وبر کی گہرائی کے عنوان سے طویل نظم لکی جو اس کتاب کے صفحہ 53 سے 56 تک شائع شدہ ہے۔ نگارخانہ کولکاتہ طبع ہوکر آئی تو اس میں کولکاتہ کی مذہبی شخصیات کا تذکرہ نہیں تھا، خصوصا مولانا ابوسلمہ شفیع کا، میں نے ایک طویل خط انہیں لکھا اور بتایا کہ جو مولانا ابوسلمہ شفیع، حکیم محمد زماں حسینی، ابوکریم معصومی وغیرہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے طویل کیونسٹ حکومت میں مذہبی اقدار اور دینی علوم کی پاسداری کی اس لیے ان حضرات کی شمولیت کے بغیر یہ نگارخانہ مکمل نہیں ہے، انہوں نے اس خط کو تمثیل نو میں شائع کیا اور بعد میں یہ چھٹی آئی ہے میں بھی شامل ہوا، انہوں نے کئی مضامین تمثیل نو میں شائع کئے، تازہ شمارہ تمثیل نو کا جو وہ پریس کو دے کر رخصت ہوئے اس میں انہوں نے میرے دو مضامین شائع کیے، ڈاکٹر صاحب کی دلچسپی کا دوسرا بڑا میدان تعلیمی تھا، اوپر لکھا جا چکا ہے کہ وہ مولانا آزاد نیشنل یونیورسٹی کے کولکاتہ ریجنل آفس کے ڈائرکٹر تھے، اس کے علاوہ انہوں نے 2010 میں الفاروق ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر ٹرسٹ گنگوارہ میں قائم کیا تھا، جس کے تحت وہ مدرسۃ البنات فاروقیہ، فاروقی آئی ٹی آئی، فاروقی اورنٹیل لائبریری، مولانا مظہر الحق عربی فارسی یونیورسٹی کا نالج ریسورس سنٹر 225 چلا کرتا ہے، اللہ کرے یہ سلسلہ آگے بھی جاری رہ سکے۔

میری آخری ملاقات اکتوبر کے اواخر میں ان سے ان کے دفتر 1اے/1 چھاتو بابو لین (محسن ہال) کولکاتا میں ہوئی تھی، استقبال کے لیے دفتر سے نیچے اترے، واپسی میں پھر گاڑی پر چھوڑنے آئے، علمی ادبی مسائل پر دیر تک گفتگو رہی، کئی پروجکٹ پر کام کے لیے تبادلہ خیال ہوا، یہ آخری موقع تھا ان سے تبادلہ خیال کا اللہ رب العزت ان کی مغفرت اور پس ماندگان کو صبر جمیل دے، اب یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ ”کہیں سے آب بقاء دوام لا ساقی“ بقاء دوام تو صرف اللہ کو حاصل ہے، بندوں کو تو ایک نہ ایک دن جانا ہی ہوتا ہے، البتہ اس شعر کا پہلا مصرعہ حسب حال ہے۔

جو بادہ کش تھے اٹھتے جاتے ہیں۔

## اعلان مفقود الخبری

**معاملہ نمبر۲/۱۴۹۶/۱۴۴۵ھ**

**(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ رام پاڑہ، کٹیہار)**

**مفید النساء بنت محمد رئیس الدین، مقام گھسکی، ڈاکخانہ سوکھاسن، ضلع کٹیہار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول**

**بنام**

**محمد صدام ولد محمد طارق الاسلام، مقام للیاہی نزد اسکول، ڈاکخانہ ڈھریا، ضلع کٹیہار۔۔۔۔۔۔فریق دوم**

### اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول مفید النساء بنت محمد رئیس الدین نے آپ فریق دوم کے خلاف غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ رام پاڑہ، ضلع کٹیہار میں فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷؍جمادی الاخری ۱۴۴۵ھ مطابق ۳۱؍دسمبر ۲۰۲۳ء روز اتوار کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں اس معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط قاضی شریعت

## بقیہ: علم کا مقصد.........

تحقیق واختراع کے میدان سے منہ موڑنے کی وجہ سے آج ہم صرف ایک گراہک بن کر رہ گئے ہیں اور بقیہ اقوام ہمیں اپنی علمی وفکری طاقت کی بنا پر خریدتی ہیں۔ اہل علم کو غور کرنا چاہیے کہ اس مقام سے واپسی ممکن ہے کیا؟ کیا ہم اب علم کے اس ماخذ ومنبع کی جانب پلٹ سکتے ہیں جس کی بنا پر قرن اول میں ہمیں امامت وسیادت کا موقع دیا گیا تھا؟

**حاصل کلام:** علوم کا حصول بغیر کسی تفریق کے یعنی دنیوی ودینی علم فی سبیل اللہ ہونا چاہیے۔ علم کو معاش سے جوڑنے کے بجائے اللہ رب العزت کی رضا سے جوڑنا چاہیے تاکہ انسان محض ایک صاحب کسب بننے کے بجائے خادم بنے۔ اگر علم کا مقصد اللہ کا عرفان حاصل کرنا بنایا جائے تو پھر اس تفریق کو ختم ہونا چاہیے کہ علماء محض فارغین مدارس ہیں۔ بلکہ اس صف میں ہر اس شخصیت کو شامل ہونا چاہیے جو میدان العلم کا شہسوار ہے۔ یہ کام اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ جدید علوم کی بنیاد دین و ایمانیات پر نہیں رکھی جاتی۔ آج مسلمانوں میں حصول علم کے لیے کچھ تو بیداری ہے لیکن یہ محض طلب علم تک محدود ہے۔ مسلمان طالب علم خود کو وراثت انبیاء کے میدان میں آگے بڑھاتے ہوئے نئے زمانے کے جدید علوم میں نہ صرف مہارت حاصل کریں بلکہ انہیں تحقیق کے میدان میں بھی آگے آنا چاہیے جو انبیاء کی اصل وراثت ہے اور اہل ایمان ہونے کی وجہ سے ہم اس کے حقدار ہیں۔ اہل مدارس اپنے طلبہ کی تعلیم اس نہج پر کریں وہ ذہنی طور پر تحقیق وجستجو کے قابل بنیں۔ وما توفیقی الا باللہ

Scanned with CamScanner

## ہفتۂ رفتہ

## محمد اظہار

## انصاف کی راہ میں قانونی مراحل رکاوٹیں: چیف جسٹس آف انڈیا

سپریم کورٹ کے چیف جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ سمیت کئی ججوں نے انصاف کی راہ میں قانونی مراحل کی پیچیدگیوں کو رکاوٹ قرار دیا ہے اور اسے دور کیے جانے کی پرزور وکالت کی ہے۔ چیف جسٹس نے کہا کہ انصاف تک عام لوگوں کی پہونچ ہونی چاہئے صرف انصاف کی کتابیں تیار کرنے سے کام نہیں چلے گا بلکہ عدلیہ کے نظام میں اصلاح اور استحکام کے لئے بنیادی ڈھانچے میں اصلاح اور قانونی امداد کی خدمات کی توسیع کے لئے سنجیدہ کوشش کیے جانے کی ضرورت ہے۔ چیف جسٹس چندر چوڑ نیشنل لیگل سرویسز اتھاریٹی (ناسا) کی جانب سے قانونی امداد تک لوگوں کی پہنچ کے موضوع پر منعقد علاقائی کانفرنس سے خطاب کررہے تھے۔ انہوں نے ججوں کو بھی اپنی ذمہ داری پوری ایمانداری سے نبھانے کی تلقین کی۔ جسٹس سنجیو کھنا نے کہا کہ عدالتی نظام کو مضبوط بنانے میں قانونی امداد کی مہم کا بہت ہی اہم کردار ہے۔ پہلی بار ایسا ہوا ہے جب عدلیہ کے سربراہ، قانون اور حکومت کے سربراہ اور گلوبل ساؤتھ کے 70 ممالک کے اداروں کے نمائندے عالمی پلیٹ فارم پر یکجا ہوئے ہیں۔ جسٹس سنجے کشن کول نے بھی عدالتی نظام کے استحکام پر زور دیا۔ (ایجنسی)

## حج کمیٹی آف انڈیا کی تشکیل میں تاخیر کیوں؟: سپریم کورٹ

ملک کی عدالت عظمی نے حج کمیٹی آف انڈیا کی تشکیل نہیں کرنے پر سخت رخ اپناتے ہوئے مرکزی حکومت کو سخت پھٹکار لگائی ہے اور ایک ہفتہ کے اندر جواب طلب کیا ہے۔ اب تک حج کمیٹی کیوں نہیں بنایا اس کا جواب داخل کرنے کی سخت ہدایت دی ہے۔ اس سلسلے میں 27 مارچ 2023 کو چیف جسٹس کی سربراہی میں وزارت اقلیتی فلاح و بہبود کو فیصلہ کے ذریعہ یہ ہدایت جاری کی گئی تھی کہ 3 ماہ کے اندر دفعہ 4 اور دفعہ 17 کے تحت پوری حج کمیٹی کی تشکیل کرلی جائے، مگر 6 ماہ گزر جانے کے بعد بھی مکمل کمیٹی کی تشکیل نہ ہونے پر حج کمیٹی آف انڈیا کے سابق ممبر حافظ نوشاد احمد اعظمی نے اکتوبر ماہ میں عدالت عظمی میں کنٹمٹ داخل کیا تھا جس کی سماعت چیف جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ، جے بی پاردی والا اور جسٹس منوج مشرا بنچ کے سامنے مسٹر اعظمی کے وکلا سنجے آر ہیگڑے اور طلحہ عبدالرحمٰن نے سخت مطالبہ کیا کہ عدالت عظمی کے حکم کے فیصلہ کے باوجود ابھی تک اس پر عمل نہیں ہوا ہے اور عدالت عظمی اس پر سخت قدم اٹھاتے ہوئے سخت ہدایات جاری کرے، مرکزی حکومت کی طرف سے ایڈیشنل سالیسٹر جنرل کے نٹراج پیش ہوئے۔ چیف جسٹس نے سختی سے یہ حکم دیا کہ یہ معاملہ بہت اہم ہے اور کنٹمٹ بن رہا ہے ایک ہفتہ کے اندر جواب دیں کہ حج کمیٹی اب تک کیوں نہیں بنائی اس کے جواب میں کے نٹراج نے عدالت عظمی کے سامنے کہا کہ ایک ہفتہ کے اندر ہم جواب داخل کردیں گے۔ (یواین آئی)

## پٹنہ میں فضائی آلودگی سے انتظامیہ پریشان

راجدھانی پٹنہ کی فضائی آلودگی کی سطح بڑھتی جارہی ہے۔ جسے لیکر لگاتار ضلع انتظامیہ کے ذریعہ جائزہ لیا جارہا ہے۔ ضلع مجسٹریٹ نے بتایا کہ ماحولیات کی حفاظت کے لئے سبھی حصہ داروں کو بیدار اور پابند عہد رہنا ہوگا۔ واضح رہے کہ راجدھانی پٹنہ کی فضا کافی زہریلی ہوگئی ہے اس کو دیکھتے ہوئے ضلع مجسٹریٹ نے ماحولیات کی حفاظت کے لئے سائنسی طریقے سے مشن موڈ میں کام کرنے کی ہدایت دی۔ سبھی علاقائی افسروں اور تعلیمی اداروں سمیت گاؤں میں جاکر لوگوں کے لئے بیداری ورکشاپ کا انعقاد کرنے کی بات کہی۔ وہیں بہار ریاستی آلودگی کنٹرول بورڈ کے افسر نے بتایا کہ گزشتہ ایک ہفتہ میں پٹنہ میں فضائی آلودگی میں کچھ اصلاح ہوئی ہے۔ پٹنہ میونسپل کارپوریشن، ٹرانسپورٹ اور محکمہ جنگلات سمیت سبھی متعلقہ محکموں کے ذریعہ اس سمت میں مہم چلائی جارہی ہے۔ ضلع مجسٹریٹ کے ذریعہ سبھی محکموں اور ایجنسیوں کے افسروں کو ہدایت دی گئی ہے کہ کام منصوبہ کے مطابق مستقل طور پر کی جائے۔ (پی این ایس)

## اسکولوں میں جتنے اساتذہ ہوں گے اتنے ہی کلاس روم ہوں گے

بہار میں کئی اسکولوں میں ایک ہی کمرے میں دو کلاس کی پڑھائی ہونے کی تصویر سامنے آتی رہتی ہے لیکن حکومت نے اب اسکولوں میں جتنے اساتذہ اتنے کلاس روم کو لیکر قوائد شروع کردی ہے۔ اب اسکولوں میں جتنے اساتذہ ہوں گے، اتنے ہی کلاس روم ہوں گے۔ اس کے لئے محکمہ تعلیم نے پورے 940 کروڑ روپے کی منظوری دے دی ہے۔ اس کے علاوہ اسکولوں کو مزید بہتر بنانے کے لئے آئندہ سال 2024 میں 2.5 ہزار کروڑ روپئے مزید ملیں گے۔ محکمہ تعلیم کے ایڈیشنل سکریٹری نے سبھی ضلع مجسٹریٹ کو واضح ہدایت دی ہے کہ اسکولوں میں بنیادی ڈھانچہ کے فروغ کا کام فوراً کرائیں۔ کمروں اور اسٹیل ڈھانچے کا کلاس روم کی تعمیر جلد کرائی جائے۔ انہوں نے کہا ہے کہ کسی بھی اسکول میں جتنے اساتذہ ہوں گے اتنے ہی کلاس روم لازمی طور سے ہوں۔ اس سے اساتذہ الگ الگ کمروں میں بچوں کو پڑھا سکیں۔ اس کے لئے محکمہ تعلیم میں 940 کروڑ روپے منظور کئے ہیں۔ اس میں کلاس روم کی تعمیر کے علاوہ بیت الخلا کی مرمت سمیت دیگر کام بھی کرائے جائیں گے۔ (پی این ایس)

## ٹریننگ سے غائب رہنے والے نومنتخب اساتذہ پر ہوگی کاروائی

بہار پبلک سروس کمیشن (بی پی ایس سی) کے ذریعہ نومنتخب اساتذہ کیلئے مختلف ٹریننگ انسٹی چیوٹ میں ٹریننگ کرائی جارہی ہے لیکن اس میں کافی تعداد میں نومنتخب اساتذہ شامل نہیں ہورہے ہیں۔ ایسے اساتذہ کے خلاف کاروائی کی جائے گی۔ اس کے لئے ایس سی ای آرٹی نے نوٹس جاری کیا ہے اور غیر حاضر رہنے والے اساتذہ سے فوراً ٹریننگ پروگرام میں شامل ہونے کیلئے کہا گیا ہے۔ اس سلسلے میں جوائنٹ ڈائرکٹر ڈکٹر رشمی پربھا نے لیٹر جاری کیا ہے۔ جاری لیٹر میں انہوں نے لکھا ہے کہ بی پی ایس سی کے ذریعہ منتخب اساتذہ کے لئے ٹریننگ پروگرام چلایا جارہا ہے۔ لیٹر میں لکھا گیا ہے کہ ایسی اطلاع ہے کہ متعلقہ ضلع ایجوکیشن افسر کے ذریعہ ابتدائی ٹریننگ کے لئے تعینات کئے جانے کے باوجود ٹریننگ انسٹی چیوٹ میں تعاون نہیں دیا جارہا ہے۔ ویسے نومنتخب اساتذہ جو متعلقہ ایجوکیشن افسر کی ہدایت پر عمل نہیں کررہے ہیں انہیں ہدایت دی جاتی ہے کہ طئے شدہ ٹریننگ انسٹی چیوٹ اور تاریخ میں ابتدائی ٹریننگ حاصل کرنا یقینی بنائیں۔ ورنہ ان کے خلاف تادیبی کاروائی کی جائے گی۔ (پی این ایس)

## دربھنگہ کے سوبھن میں ایمس بننے کی راہ ہموار

پٹنہ کے بعد بہار میں دسرا ایمس دربھنگہ میں بنایا جائے گا جس کے لئے سوبھن میں زمین کی نشاندہی کردی گئی، وزیر اعلیٰ بہار نے 2742.04 کڑور کی لاگت سے اس منصوبہ کے تحت اس کے فیتہ کاٹ کر اور نام پلیٹ کی نقاب کشائی کرکے سنگ بنیاد رکھا۔ ساتھ ہی وزیر اعلیٰ نے 194.08 کروڑ روپے کی لاگت سے 400 بستروں والے سرجیکل بلاک سمیت مختلف اسکیموں کا بھی ربن کاٹ کر افتتاح کیا۔ اس کے بعد وزیر اعلیٰ نے سرجری بلاک اور ڈلیوری روم کا معائنہ کیا۔ (روزنامہ ہمارا سماج پٹنہ)

طب وصحت

# مسواک کے طبی فوائد

مسواک ایک درخت کی ٹہنی (چھوٹی شاخ) کو کہتے ہیں جسے ٹوتھ برش کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس درخت کا نباتاتی نام Salvadora persica ہے۔ یہ ایک سیدھا سدابہار ہے جو چھوٹے درخت یا جھاڑی کی طرح اگتا ہے۔ عربی میں الارک اور ہندوستان میں پیلو کے نام سے موسوم ہے جو وسیع پیمانے پر ملک کے نیم ریگستانی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ خاص طور سے پنجاب، ہریانہ، راجستھان، گجرات، کرناٹک اور تاملناڈو میں، پیلو کا اصل وطن عدن کا علاقہ ہے، ویسے عرب کے کافی حصوں میں پایا جاتا ہے۔ زمانۂ قدیم سے ہی اس کی اہمیت عربوں کے لئے بہت رہی ہے کیونکہ اس کی شاخیں اور جڑیں مسواک کے لئے استعمال میں لائی جاتی رہی ہیں، لیکن اسلام کے ظہور میں آنے کے بعد اس کا مسواک مسلمانوں کے لئے بہت مقبول ہوگیا۔ کیونکہ منہ کی طہارت ونظافت کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی بڑی تاکید فرمائی۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث ہے کہ جس میں آپؐ نے یہاں تک فرمایا کہ ''اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری امت پر بہت مشقت پڑ جائے گی تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنا لازم قرار دیتا''۔ مسواک ایک ایسی سنت رسول ہے جس کے طبی فوائد اور بہت سے امراض سے تحفظ کی اہمیت سے آج کے باشعور لوگ اچھی طرح واقف ہوچکے ہیں اور دنیا کے مختلف اداروں میں مسواک پر بہت ہی مفید سائنسی تحقیقات ہوئی ہیں۔ ایک حالیہ ریسرچ میں کہا گیا ہے کی میڈیکل فوائد کے اعتبار سے مسواک کا استعمال عام Toothpastes سے بہتر ہے۔

امریکہ میں ایک تجارتی کمپنی کا قیام عمل میں آیا ہے جس کا نام پیلو پروڈکٹس (Peelu products) رکھا گیا ہے اور جو پیلو سے بنائی گئی دانت صاف کرنے والی دواؤں (Toothpastes) کی بڑے پیمانے پر تجارت کرتی ہے۔ مسواک کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ Volza کی عالمی ڈائرکٹری کے مطابق 183 کمپنیاں (بیشتر یورپ کی) مسواک، اس کے پاؤڈر اور اس کے عرق (Extract) کو درآمد کرتی ہیں جبکہ 105 کمپنیاں (بیشتر ہندوستان و پاکستان کی) درآمد کرتی ہیں، ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (WHO) نے منہ کی صفائی کے لئے مسواک کے استعمال کی سفارش کی ہے اور صحت کے اداروں سے اس کے وسیع استعمال کے لئے مزید تحقیق کرنے کو کہا ہے۔ حال ہی میں کئی یورپی اور امریکی صنعتوں نے اس درخت کو اس کی لکڑی کے عرق کو ٹوتھ پیسٹ اور ماؤتھ واش میں استعمال کرنے میں بہت دلچسپی ظاہر کی ہے۔ اس عرق میں بہت سارے نمکیات اور رال ہوتے ہیں جو دانتوں کی صفائی اور چمک کے ذمہ دار ہیں اور جو اینٹی بیکٹیریل (Antibacterial) ہوتے ہیں۔

پیلو کو عربی میں الارک کے علاوہ درخت خردل (رائی) بھی کہنے لگے ہیں کیونکہ اس کے پھل کی بُو رائی کے تیل سے کافی ملتی جلتی ہے۔ انگریزی میں رائی کو Mustard کہتے ہیں۔ اس لئے پیلو کو Mustard Tree کا نام دیا جاتا ہے۔ پیلو کی لکڑی (شاخوں اور جڑوں) میں نمک (Salts) اور ایک خاص قسم کا ریزن (Resin) پایا جاتا ہے جو دانتوں میں چمک پیدا کرتا ہے اور مسواک کرنے سے جب اس کی ایک تہہ دانتوں پر جم جاتی ہے تو کیڑوں (Bacteria) وغیرہ سے دانت محفوظ رہتے ہیں۔ اس طرح کیمیاوی اعتبار سے پیلو کے مسواک دانتوں کے لئے نہایت موزوں اور مفید ہیں، پیلو کے پھل اگرچہ زیادہ لذیذ نہیں ہوتے ہیں پھر بھی کھائے جاتے ہیں اور طبی لحاظ سے فائدہ مند بھی ہیں۔ یہ بھوک بڑھاتے ہیں۔ ریاح خارج کرتے ہیں، خون صاف کرتے ہیں، پیٹ کے کیڑوں کو مارتے ہیں اور بلغم خارج کرتے ہیں۔ پیلو کی نئی پتیاں اور کونپلیں ترکاری کے طور پر بھی استعمال ہوسکتی ہیں، لیوس (Lewis) نامی سائنسداں نے دانتوں کی حفاظت کے موضوع پر ایک بہت اہم مضمون میں لکھا ہے اور بتایا ہے کہ پیلو کے مسواک کے بے پناہ فوائد ہیں۔ مثلاً یہ مسواک کا عمل دانتوں کو مضبوط بنانے اور چمکانے کے علاوہ مسوڑھوں کو طاقت دیتا ہے۔ حافظہ کو بہتر بناتا ہے، بلغم خارج کرتا ہے، آنکھوں کی روشنی کو تیز کرتا ہے، بھوک بڑھاتا ہے اور قبض رفع کرتا ہے۔

Volume:63/73,Issue:46 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

کشتی کے ذمہ دار فقط نا خدا نہیں
کشتی میں بیٹھنے کا سلیقہ بھی چاہیے
(شفیق جونپوری)

# غزہ کے ملبوں پر موت کا سناٹا

مولانامحمدشمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ، پھلواری شریف پٹنہ

فلسطین اور اسرائیل کے درمیان چھ ہفتے بعد چار دن کی عارضی جنگ بندی ہوئی ہے۔امریکہ، قطر اور مصر کی معاونت سے ہوئے اس معاہدہ پر عمل 24 نومبر جمعہ سے شروع ہوا ہے۔دونوں طرف سے حملے بند ہیں، آگ اگلتے ٹینک اور میزائل خاموش ہیں۔یرغمالیوں اور قیدیوں کا آپسی تبادلہ چار دن تک چلے گا۔اس معاہدہ نے غزہ کے لوگوں کو شمال سے جنوب تک محفوظ راستہ تو فراہم کیا ہے، لیکن بے گھر ہونے والے لاکھوں لوگوں کو گھر واپس جانے کی اجازت نہیں ہے۔مظلوم فلسطینی اپنوں کی تلاش میں سرگرداں ہیں، جب کہ غزہ کے ملبوں پر موت کا سناٹا اور نام نہاد انسانیت نواز قاتلوں اور ظالموں کی ان کہی کہانی ہے۔اس وقت سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ غزہ جس جہنم سے گزر رہا ہے، کیا عارضی جنگ بندی اس سے نجات دلا سکے گی؟ یا پھر مکر وفریب کے نئے جال میں پھنسانے کے لئے بنجامن نیتن یاہو نے ایک نئی چال چلی ہے۔دنیا 'واچ اینڈ ویٹ' کی حالت میں سانس روکے پل پل بدلتے منظر کو دیکھ رہی ہے۔اس جنگ میں اب تک 12 ہزار فلسطینی شہید ہو چکے ہیں جس میں اقوام متحدہ سے منسلک 103 کارکنان شامل ہیں۔کثیر تعداد میں اسرائیلی فوجی بھی جنگ کے شکار ہوئے ہیں۔دونوں طرف کے عوام درد میں ڈوبے ہوئے ہیں، وہ جنگ نہیں امن چاہتے ہیں۔

فاشسٹ نیتن یاہو، غاصب صہیونی اور ظالم امریکہ حماس کو ختم کرنے کے لئے کسی بھی طرح کی ناروا حرکتوں سے باز نہیں آرہے ہیں۔وہ کچھ بھی کہہ لیں اس جنگ نے پوری دنیا کو صاف پیغام دیا ہے کہ حماس کو ختم کرنے کے چاہے جتنے حربے استعمال کرلیں اس میں انہیں کبھی کامیابی نہیں ملنے والی ہے۔مٹھی بھر اسرائیل کی ہٹ دھرمی کے سامنے عالمی پنچایت اقوام متحدہ اور دنیا کی بڑی طاقتیں جس طرح بے بس نظر آرہی ہیں؛ اس نے امن کے ٹھیکداروں کو بے نقاب کر دیا ہے۔ایسا لگتا ہے کہ اسرائیل کے پاس مغرب کی طرف سے فلسطینی معصوم بچوں، کمزور عورتوں اور مظلوم شہریوں کو مارنے کے لیے مطلوبہ مینڈیٹ ہے۔

> ”فاشسٹ نیتن یاھو، غاصب صھیونی اور ظالم امریکه حماس کو ختم کرنے کے لئے کسی بھی طرح کی ناروا حرکتوں سے باز نہیں آرھے ھیں۔ وہ کچھ بھی کھہ لیں اس جنگ نے پوری دنیا کو صاف پیغام دیا ھے که حماس کو ختم کرنے کے چاھے جتنے حربے استعمال کر لیں اس میں انہیں کبھی کامیابی نہیں ملنے والی ھے۔ مٹھی بھر اسرائیل کی ھٹ دھرمی کے سامنے عالمی پنچایت اقوام متحدہ اور دنیا کی بڑی طاقتیں جس طرح بے بس نظر آرھی ھیں؛ اس نے امن کے ٹھیکداروں کو بے نقاب کر دیا ھے“

اسرائیل کے ظلم وستم نے پوری دنیا میں ایک نیا محاذ پیدا کر دیا ہے۔انصاف کے حامی لوگ غصے سے بھڑک اٹھے ہیں، یہاں تک کہ مغربی دنیا کے یہودیوں نے خود مورچہ کھول دیا ہے اور سڑکوں پر اتر آئے ہیں۔وہ دور لد چکا جب اسرائیل کی حامی لابیوں نے بیانیے کو قابو میں کر رکھا تھا۔آج کا دور سوشل میڈیا کا ہے، جو ظلم کی خوفناک تصاویر کو ریئل ٹائم میں دکھا رہا ہے۔گودی میڈیا کی طرح نیتن یاہو اور مغربی میڈیا کی غلط معلومات اور پروپیگنڈے دھرے کے دھرے رہ گئے ہیں۔جو بائیڈن اور ڈونلڈ ٹرمپ جیسے عمر رسیدہ امریکی سیاست دان مٹتے ہوئے اسرائیل کی حمایت کر رہے ہیں؛ جب کہ اوباما نے اپنے جانشینوں کو خبردار کیا ہے کہ 'اگر آپ مسئلے کو حل کرنا چاہتے ہیں، تو آپ کو پوری سچائی کو اپنانا ہوگا اور پھر آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ کسی کے ہاتھ صاف نہیں ہیں، بلکہ ہم سب قاتلوں میں شریک ہیں۔پوری دنیا میں غزہ کے قتل عام کے خلاف احتجاج ہو رہے ہیں۔یورپ تناؤ میں ہے۔روس، آئرلینڈ اور اسپین واضح طور پر فلسطینیوں کے حامی ہیں۔

غزہ کے ملبوں پر کھڑے ہو کر ایک فلسطینی بچے نے جو درد بھری صدا لگائی ہے، اسے ضرور سننا چاہیے۔8 سالہ الفہیم ہمدانی کہتا ہے:

”ہم فلسطین کے یتیم اور بے سہارا بچے ہیں۔نہیں معلوم ہم مزید کتنے دن زندہ رہیں گے۔ہمارے گھر اسرائیلی بمباری میں تباہ ہوگئے، والدین شہید ہوگئے۔ہم وہ بچے ہیں جو زخمی ہو کر ہسپتالوں میں پہنچے اور پھر ہم ان ہسپتالوں میں بھی بمباری کا نشانہ بنے۔کچھ مارے گئے کچھ ہسپتالوں کے ملبے سے زندہ نکال لئے گئے۔ہوسکتا ہے اگلی بمباری میں ہم بھی مارے جائیں اور ہمیں بھی ہزاروں فلسطینیوں کی طرح اجتماعی قبروں میں دفن کر دیا جائے۔دفن ہونے سے قبل ہم دنیا بھر کے بچوں تک اپنا ایک پیغام پہنچانا چاہتے ہیں کہ ہمارا قصور صرف یہ تھا کہ ہم سمندر کے کنارے غزہ کی پٹی میں فلسطینی والدین کے گھر پیدا ہوئے اور قبلۂ اول کی بازیابی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں“۔

خیال رہے کہ مسلمانوں اور یہودیوں میں اختلاف کی وجہ ہیکل سلیمانی ہے۔یہودی اسے اپنا مقدس مقام سمجھتے ہیں اور بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ اول ہے۔صہیونیوں کا خیال ہے کہ مسلمانوں نے ان کے مقدس مقام پر مسجد تعمیر کی لیکن مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ یہاں مسجد پہلے سے موجود تھی جیسے کہ خانہ کعبہ بھی ظہور اسلام سے پہلے موجود تھا۔مسجد اقصیٰ کی معروف نسبت حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ہے۔ان کا محل یہاں موجود تھا جو ہیکل کہلاتا تھا۔بعض روایات کے مطابق اس محل کے اندران کی عبادت گاہ بھی موجود تھی۔نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سفر معراج کے دوران مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ پہنچے اور تمام انبیاء کی نماز کی امامت کرنے کے بعد معراج کے سفر پر روانہ ہوئے۔قرآن مجید کی سورۃ الاسراء گواہی دیتی ہے کہ یروشلم پر مسلمانوں کے قبضے سے پہلے یہ مسجد وہاں موجود تھی۔ایک حدیث کے مطابق نبی کریمؐ نے فرمایا کہ زمین پر سب سے پہلی مسجد، مسجد الحرام (بیت اللہ) ہے اور دوسری مسجد، مسجد اقصیٰ ہے، جو پہلی مسجد بننے کے چالیس سال بعد وجود میں آئی۔مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے۔پہلے پہل مسلمان مسجد اقصیٰ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے پھر خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم آیا۔مسلمانوں نے حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں بیت المقدس کو فتح کیا تو یہاں پر ایک باقاعدہ مسجد تعمیر کی گئی۔صلیبی جنگوں میں عیسائیوں نے اس پر قبضہ کرلیا؛ لیکن صلاح الدین ایوبی نے اسے واپس لے لیا۔مسجد اقصیٰ کی بازیابی سے مسلمان کبھی دست بردار نہیں ہوسکتا۔اسی مسجد کو بنیاد بنا کر صہیونیوں نے نصف صدی سے غزہ کو دنیا کی سب سے بڑی جیل بنا دیا تھا اور سات اکتوبر 2023ء کے بعد سے غزہ دنیا کی سب سے بڑی قتل گاہ بن چکی ہے۔اقوام متحدہ سمیت بڑی طاقتیں اور تعیش پسند عرب قوتیں بے حسی کی چادر اوڑھے بیٹھی ہیں۔مرنے والے بچوں کی مائیں چیخ رہی ہیں؛ لیکن کسی کو کچھ سنائی نہیں دے رہا ہے۔

مغرب کا میڈیا اسرائیل کا نظریاتی حلیف؛ بلکہ شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار ہے۔اس لئے غزہ سے سچی خبر کی اشاعت مشکل ہے، چنانچہ دنیا وہی دیکھ رہی ہے جو اسرائیل دکھانا چاہتا ہے، لیکن سخت سینسر کے باوجود کچھ حساس صحافی اپنے سیٹلائٹ فون سے اسرائیل کے لیے ”ناخوشگوار“ خبریں جاری کر دیتے ہیں، ان خبروں سے چھن چھن کر یہ بات سامنے آرہی ہے کہ قوت قاہرہ کے وحشیانہ استعمال، ہزاروں ٹن بم بارود گرانے اور معصوم فلسطینیوں کی نسل کشی کے باوجود عسکری محاذ پر اسرائیلی فوج کو ہزیمتوں کا سامنا ہے، وہ اپنے ہدف سے بہت پیچھے ہے۔اسرائیل اسلام دشمنی، ہٹ دھرمی ضد اور انا کی جس راہ پر چل پڑا ہے، وہ تباہی اور بربادی کی طرف لے جاتا ہے، مظلوموں کا خون رائیگاں نہیں جائے گا اور دیر سویر اسرائیل کا سورج غروب ہو کر رہے گا۔

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔رابطہ اور واٹس آپ نمبر 9576507798
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔(محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب)
WEEK ENDING-04/12/2023, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,
نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے
Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421